منکرات کا سیلاب
اور
اجتماعی توبہ کی ضرورت

حمدوستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کووجود بخشا،
اور
درودوسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنھوں نے حق کا بول بالا کیا۔

موجودہ دور سائنسی ترقی کے ساتھ منکرات وفواحش کے عروج وسیلاب کا بھی دور ہے، ماضی قریب میں جن فواحش اور برائیوں سے شرفاء کے گھرانے، اولادیں اور خاندان محفوظ تھے آج وہ برائیاں غیر محسوس انداز میں، انفرادی طور پر کچھ لوگوں کو چھوڑ کر، پورے معاشرے میں سرایت کر گئی ہیں اور صورتِ حال یہ ہے کہ جن چیزوں کا برائی اور منکر ہونا متفق علیہ ہے اور جن کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں اُن میں بھی عوام تو کجا، اہل علم اور اہلِ دین بھی کھلے تساہل اور تسامح سے کام لیتے ہیں۔

اس سے کس کو اختلاف ہوگا کہ گانا بجانا حرام، شادی بیاہ میں مروجہ تصویر کشی اور ویڈیو گرافی حرام ہے جس میں عورتوں کی تصویریں محفوظ کر لی جاتی ہیں، ناجائز واحرام ہے، اسی طرح کون نہیں جانتا کہ سودی کاروبار پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ معاشرے کے بااثر لوگ جب علانیہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان حلقوں سے وابستہ لوگ جن کے کندھوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریاں ہیں مصلحتاً خاموشی اختیار کر لیتے ہیں بلکہ ہم خود ان تقریبات میں شریک ہوکر رونق محفل میں اضافہ کرتے ہیں اور تصویر کشی اور ویڈیو گرافی سے معمور محفلوں اور دعوتوں میں شریک ہوکر عملاً ان برائیوں کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امر بالمعروف کا فریضہ کافی حد تک ادا ہو رہا ہے کیونکہ نیکی کی دعوت آسان

ہے اگر آپ کسی کو نماز روزہ کی دعوت دیں، حج اور زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائیں اور لب ولہجہ میں متانت اختیار کریں تو اس سے دوسرے کے وقار پر کوئی آنچ نہیں آتی، نہ اس کی انا کو ٹھیس لگتی ہے لیکن جب کسی انسان کو اس کی برائی پر ٹوکا جائے تو عام طور پر مخاطب اسے اپنی توہین سمجھتا ہے، عزتِ نفس کے منافی خیال کرتا ہے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرنے کی بجائے بے جا ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا گناہ (اکبرالذنب) ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ تم اللہ سے ڈرو اور وہ جواب میں کہے تم اپنی فکر کرو **علیک نفسک** (مجمع الزوائد ج۷ ص۲۷۱)

جو چیز برائی پر ٹوکنے اور اس سے روکنے سے مانع ہوتی ہے وہ بنیادی طور پر دو ہیں ایک دنیا کی محبت اور دوسری اہل ثروت اور اہل اقتدار کا خوف اور ان کے ساتھ جسے حدیث شریف میں ''وھن'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں دنیا کی محبت گھر کرلے گی تو تم نہ نیکی کا حکم دو گے اور نہ برائی سے روکو گے، اور نہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو گے (مجمع الزوائد ج۷ ص۲۷۱)

معاشرہ میں منکرات، سیلاب کی مانند تیزی سے بڑھ رہی ہیں، بلاضرورت اختلاط تصویر کشی اور ویڈیو گرافی انہی برائیوں میں سے ہیں کہ مکمل نہیں تو بڑی حد تک ان کی قباحت وشناعت عوام کالانعام تو کیا مذہبی حلقوں، سنجیدہ مجلسوں اور شرفاء کی محفلوں سے بھی رخصت ہوتی جارہی ہے۔ گزشتہ دنوں علماء کرام کی ایک مجلس علمی جس کے منتظم مولانا مفتی اظفر اقبال رشید صاحب ہیں، نے بھی اس بارے میں فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے علماء کرام کو اس جانب متوجہ فرمایا ہے جس کا تسہیل واختصار کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ عام طور پر گناہ دو صورتوں میں سرزد ہوتے ہیں۔ اولاً: بھول چوک سے، کبھی علانیہ کبھی پوشیدہ طور پر۔ ثانیاً: قصداً اور جان بوجھ کر کبھی علانیہ اور کبھی پوشیدہ۔

پہلی صورت کے گناہ کی کسی حد تک معافی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے **رفع عن امتی الخطاء و النسیان** کہ میری امت کی بھول چوک معاف کردی گئی ہے دوسری قسم کے گناہ وہ ہیں جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، حدیث شریف میں ہے **کل امتی معافی الا المجاھرین** کہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر علانیہ فسق والے گناہ معاف نہیں ہوتے (مفہوم)

اس گزارش کے بعد ڈیجیٹل کیمرے کے استعمال اور اس سے متعلقہ تصاویر کے بارے میں چند پہلو غور طلب ہیں یہاں پر مقصود جواز وعدم جواز اور حلت وحرمت کی بحث میں پڑنا نہیں بلکہ اس کے بھیانک نقصانات کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جو آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کی روشنی سے واضح ہیں۔ اُمید ہے کہ اہل علم اس پر غور فرمائیں گے۔

(۱) اسلام کی خوبیوں میں ایک خوبی آدمی کا بے مقصد اور لایعنی کام کو چھوڑ دینا ہے حدیث شریف میں ہے **من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه**۔ یعنی انسان کے اسلام کی خوبصورتی اور حسن یہ ہے کہ وہ

لایعنی و بے مقصد چیزوں سے کنارہ کش رہے۔

(۲) قرآن کریم نے لایعنی کو لغو اور لہو ولعب سے تعبیر فرمایا ہے اور اس قدر ناپسند کیا ہے کہ اہل جنت کو اس سے پاک کر دیا **لا یسمعون فیھا لغوا و لا تأثیما الا قیلا سلٰما سلٰما** ۔ کہ جنت میں اہل جنت کوئی لغو بات یا گناہ کی بات نہ سنیں گے ہر طرف سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔

اسی طرح لایعنی (فضول بات یا کام) کو اس قدر برا جانا کہ اسے کذب کے ساتھ ذکر فرما کر اشارہ فرمایا کہ جس طرح کذب ایک بدترین عمل ہے اسی طرح لایعنی بھی دوسرا بدترین عمل ہے **لا یسمعون فیھا لغوا وّ لا کِذّٰابا** ۔ اہل جنت، جنت میں کوئی لغو یا جھوٹی بات نہ سنیں گے۔

فکر اس بات کی کرنی ہے کہ فی زمانہ ڈیجیٹل کیمروں کا جو بے مقصد (لایعنی) استعمال شروع ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں تک کی پروا نہیں ہو رہی **و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا لعلکم ترحمون** (اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت ہو) نص قطعی ہے مگر اس کی خلاف ورزی کر کے رحمت الٰہی سے محرومی ہو رہی ہے اور یہ نہیں دیکھا جا رہا کہ ہم عبادات میں مشغول ہیں اور اللہ کے گھر یعنی مسجد میں ہیں، چنانچہ مسجدوں میں تصویر کشی ہو رہی ہے بلکہ اب تو بیت اللہ اور مسجد نبوی شریف کا احترام تک نظر انداز ہو رہا ہے، جب کہ حضرات صحابہ کرام ؓ قرآن وحدیث یوں سنتے تھے **کان علی رؤوسھم الطیر** ، کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں جو حرکت سے اڑ جائیں گے ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور خطبہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ طواف بیت اللہ کے دوران اس لایعنی میں پڑ کر خشوع وخضوع کا جنازہ نکالا جا رہا ہے اور دعا جس کو مخ العبادۃ فرمایا اور اس کے مانگنے کا سلیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا کہ **فان لم تبکوا متباکوا** اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے والوں کی شکل تو بناؤ، وہ دعا جو مومن کا ہتھیار ہے اُسے بطور رسم اور نمائش ویڈیوز کے ذریعے عام کیا جا رہا ہے، حطیم و ملتزم اور باب کعبہ جن سے چمٹ کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ رب کو مناتے اور گریہ زاری کرتے تھے آج وہاں کھڑے ہو کر کھلے عام تصویریں کھینچی اور ویڈیو بنائی جا رہی ہیں اور رب العلمین کے در پر اس کے غضب کو دعوت دینے والے اعمال کئے جا رہے ہیں۔

اس صورتِ حال میں علماء کرام عوام کو بالعموم اور معلمین حجاج، حاجی صاحبان کو بالخصوص حکمت و بصیرت کے ساتھ سمجھائیں اور عمرہ و حج کرنے والوں کی تربیت فرمائیں اور اس لایعنی کے فتنے سے روکیں۔ قدرت (لسانی) کے باوجود کھلے عام نافرمانیوں کو نہ روکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عوام وخواص کو بتایا جائے کہ جس طرح دنیا کے ایک معمولی بادشاہ کی دعوت پر جا کر اس کی بجائے دائیں بائیں التفات کرنا بے ادبی و گستاخی ہے اسی طرح احکم الحاکمین کے اعلیٰ دربار بیت اللہ اور مسجد نبوی شریف میں اللہ کے ہی بلاوے پر التفات نہ کریں اور لایعنی میں مشغول رہیں اور بیت اللہ کے نور سے اپنے

دلوں کو منور کرنے کی بجائے خدانخواستہ لعنت و محرومی کے مستحق ٹھہرائے جائیں اور جیسے خالی ہاتھ گئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ ہی واپس لوٹائے جائیں، زائرین اور حجاج کرام کو اس کا استحضار رکھنا چاہئے۔

بدقسمتی سے اب تو یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کوئی بھی دینی مجلس اور اہل علم و مشائخ کی محفل الّا **ماشاء اللّٰہ** تصویر کشی کے فتنے سے خالی نہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تصویر سازی کا کام دیندار سمجھے جانے والے افراد خود کر رہے ہیں۔

بظاہر اس لایعنی میں مشغولیت کم علمی اور بھول چوک کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کے باوجود یہ معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس کی وجہ سے عبادت کی روح نکل گئی ہے اور امت اس لایعنی میں پڑ کر مقصد سے ہٹ گئی ہے اس لایعنی اور ویڈیو گرافی کے چند نقصانات اس قدر واضح ہیں کہ دینی حس رکھنے والا عام مسلمان بھی ان کا ادراک کر سکتا ہے۔ مثلاً:

(الف) اس سے عبادت کا خشوع و خضوع چلا جاتا ہے اور یہ اخلاص سے مانع ہے۔

(ب) دورانِ تصویر و ویڈیو نامحرم خواتین کی تصاویر بھی کیمرہ میں محفوظ ہو جاتی ہیں جو کہ قرآنی حکم **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم** کی خلاف ورزی ہے اور یہ مستقل حرام ہے۔

(ج): اپنی عبادات کی تصویر بنوانا خود نمائی و ریاکاری ہے جو کہ شرک کے قبیل سے ہے حدیث شریف میں فرمایا گیا **من صلی یرائی فقد اشرک، ومن صام یرائی فقد اشرک و من تصدق یرائی فقد اشرک** جس شخص نے نماز، روزہ اور صدقہ دکھلاوے کے لئے کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ اس لایعنی کی وجہ سے مسلمان ایسے گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں جو تعلیمات نبویہ کی رو سے کبیرہ ہیں۔ اس وقت ہماری ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کو حکمت و بصیرت سے سمجھایا جائے کہ ایک مباح چیز کا صحیح استعمال بھی شرعاً ضروری ہے ورنہ اس کے غلط استعمال پر بھی ہماری پکڑ ہو سکتی ہے۔ یہ چند معروضات عجالۃ اہل علم کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں، اہل علم اپنے علم راسخ کی روشنی میں مزید نصوص کو شامل فرما کر امت کی راہنمائی کر سکتے ہیں اس پیغام کو مختلف اسالیب اور مختلف زبانوں میں پوری دنیا کے مسلمانوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ امت اپنے دین و عبادات کی صحیح معنوں میں حفاظت کرے نہ صرف یہ کہ نیکی کرے بلکہ نیکی محفوظ کر کے بارگاہ اقدس میں لے کر جانے والی بنے اس لئے کہ **من جاء بالحسنة** والے ہی کے لئے **فلہ عشر امثالھا** کی بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم نصیب فرمائیں، انفرادی و اجتماعی طور پر توبہ کی توفیق نصیب فرمائیں اور پوری امت کی فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قل ہواللہ تہائی قرآن شریف کے برابر ہے، اس سے عام طور پر سے یہ سمجھا گیا ہے کہ اگر تین بار پڑھ لے تو پورے قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کیونکہ اس ثلث میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ مطلق ثلث مراد ہو اور ایک یہ کہ ثلث متعین مراد ہو، مثلاً وہ آیات جن میں توحید کا بیان ہے اس مجموعہ کو ثلث قرآن اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن شریف میں امہات مسائل تین ہیں ۔ ایک توحید ، ایک رسالت ، ایک معاد۔ اس اعتبار سے توحید کا حصہ ثلث قرآن ہوا تو حدیث میں اگر کسی دلیل سے مطلق ثلث مراد ہوتا تو وہ لازم صحیح تھا کہ تین بار پڑھنے سے تین ثلث کا ثواب مل گیا اور تین ثلث کا مجموعہ پورا قرآن ہوا مگر اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ احتمال ہے کہ خاص وہ ثلث متعین مراد ہو جو مشتمل ہے توحید پر، سو اس بناء پر اگر تین بار پڑھا تو صرف یہ لازم آیا کہ گویا حصہ توحید کو تین بار پڑھ لیا تو ایک حصہ کو چند بار پڑھنے سے کسی طرح لازم نہیں آتا کہ گویا پورا قرآن پڑھ لیا جیسے کسی نے ایک پارہ تیس مرتبہ پڑھ لیا تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے سارا قرآن شریف پڑھ لیا؟

ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میرے ایک دوست کہتے تھے کہ میں جبل پور رہا ہوں وہاں سے استفتاء مولانا محمد یعقوب صاحب ؒ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا منجملہ اور استفتاؤں کے ایک استفتاء اس کا بھیجا کہ مولود شریف میں قیام کرنے کی اصل کیا ہے؟ حضرت مولانا ؒ نے جواب میں اس کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ قیام ایک حرکت وجد یہ ہے اس کو صوفیہ خوب جانتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ذکر کرتے کرتے کوئی بزرگ وجد میں وشوق میں کھڑے ہو گئے اور وجد کا یہ ادب ہے جس کو امام غزالی ؒ نے بھی لکھا ہے کہ ایک کے قیام سے سب کھڑے ہو جائیں پھر بعض اہل دل کو یہ حرکت اچھی معلوم ہوئی وہ تواجد (وجد کی صورت بنانے) کے طور پر کھڑے ہونے لگے اس کے بعد عوام میں اس کا عام سلسلہ ہو گیا جو جہل کے سبب لزوم کے درجہ تک پہنچ گیا، اس جواب سے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق ؒ کے ایک قول کے معنی سمجھ میں آ گئے جس کو کانپی میں ایک معمر شخص نے میرے سامنے نقل کیا تھا کہ کسی نے حضرت شاہ صاحب ؒ سے اس قیام کی نسبت پوچھا تو حضرت ؒ نے فرمایا کہ شیخ مجلس کو دیکھنا چاہیے، اس کا یہ مطلب تھا کہ شیخ مجلس جو اس ذکر پر کھڑا ہوا ہے دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ صاحب حال ہے تو اس کا یہ قیام وجد ہے جس میں قوم کو موافقت کرنا ادب ہے اور اگر صاحب حال نہیں تو محض تصنع و رسم پرستی ہے اور لزوم مفاسد کے خوف کے مقام پر تواجد کی اجازت نہیں، اس سے حضرت شاہ صاحب ؒ کی علمی شان کس درجہ معلوم ہوتی ہے ، پھر افسوس کہ اس پر نواب صدیق حسن خان صاحب شاہ صاحب ؒ کی نسبت اپنی ایک کتاب میں جس کو میں نے دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ **کان قلیل العلم کثیر العبادۃ** (یعنی حضرت شاہ صاحب ؒ کا علم تو کم تھا وہ عبادت زیادہ کرتے تھے) بعض حضرات روایات کو علم سمجھتے ہیں۔ (الاضافات الیومیہ ص ۸۷)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ معارف حضرت مدنی رحمہ اللہ (از: حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ)

تلاوت کلام اللہ سے بے پناہ شغف:

حضرت ؒ حافظ قرآن تھے، اگرچہ بچپن میں حفظ نہ کر سکے تھے، مگر آپ کی تمنا تھی کہ آپ کو یہ دولت لازوال (حفظ قرآن) حاصل ہو جائے، چنانچہ سفرنامہ اسیر مالٹا میں اس امر کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "میں چند دعائیں مانگا کرتا تھا ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ قرآن مجید حفظ ہو جائے، چنانچہ اسارت مالٹا کے زمانہ میں آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور حفظ کے بعد اس کا حق بھی اسی طرح ادا فرمایا کہ بہت سے "خالص حفاظ" سے بھی اس طرح ادا نہیں ہوتا، بہت سے حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف رمضان المبارک میں دَور کرتے ہیں اور گیارہ مہینے قرآن کریم کو طاق نسیاں کی زینت بنائے رکھتے ہیں، جب کہ ضعف اور ہجوم مشاغل میں تراویح میں بھی قرآن کریم کا سننا اور سنانا دشوار ہوتا ہے، حضرت ؒ نہ صرف یہ کہ تراویح و تہجد میں تلاوت قرآن کریم کا اہتمام فرماتے تھے بلکہ عام دنوں میں بھی نوافل میں راتوں کو بیدار رہ کر تلاوت قرآن کریم سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

ریل میں، جیل میں، مالٹا کے اسارت خانے میں، حالت صحت و مرض میں، عالم جوانی و پیری میں، غرضیکہ ہمیشہ اور ہر دور میں قرآن کریم کے سننے اور سنانے کا معمول نہایت پابندی سے جاری رہا، آپ کے اس ذوق اور شغف سے کتنے قلوب میں حفظ قرآن کی اہمیت پیدا ہوئی اور کتنے متوسلین نے آپ کی برکت سے اپنے بچوں کو قرآن کریم حفظ کرایا، اس کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر فاروق ◆ کے لیے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ عمر ◆ کی قبر کو نور سے بھر دے جس طرح انہوں نے رمضان میں (قیامت تراویح کے ذریعہ) مساجد کو منور کیا، ایسے ہی حضرت ؒ کا ہر متوسل آپ ؒ کے لیے بھی یہی دعا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو روشن کرے کہ آپ ؒ نے عملی نمونہ دکھا کر حفظ و تلاوت قرآن پاک کا عام جذبہ پیدا فرمایا اور لاکھوں قلوب قیام اللیل کی برکتوں سے منور ہو گئے (مولانا نسیم احمد فریدی) (شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات ص ۸۴)

درس قرآن (۴۰)

مرتب: مولانا محمد طلحہ ازہری
مدرس جامعۃ الخیر لاہور

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم

"وقالوا لن يدخل الجنة الخ"

ترجمہ: یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ کسی بنیاد پر قائم نہیں اوراسی طرح نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر قائم نہیں۔ حالانکہ یہ سب (فریقین کے لوگ آسمانی) کتابیں پڑھتے ہیں اوراسی طرح سے یہ لوگ بھی جو کہ محض بے علم ہیں، ان جیسا قول دوہرانے لگے، سواللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان عملی فیصلہ کر دیں گے قیامت کے دن ان تمام مقدمات میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

ربط آیت:

اس آیت کا پچھلی آیت سے ربط یہ ہے کہ ماقبل کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۱۲ میں یہود ونصاریٰ بزعم خود ان کا گمان تھا کہ جنت میں صرف وہ ہی داخل ہوسکیں گے اس لئے کہ وہی حق پر ہیں اس کے علاوہ اور کوئی جماعت حق پر نہیں۔ لہٰذا جنت میں داخل ہونے کا حق بھی صرف ان کا ہے تو ان کے اس قول کا اللہ جل شانہ نے یہ جواب دیا تھا ''بلى من اسلم وجهه لله الخ '' کہ جنت میں جانے کا ذریعہ نیک اعتقاد اور عمل صالح ہے اس کے بغیر جنت میں دخول ممکن نہیں اگرچہ کوئی انبیاء کی اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو۔

یہود ونصاریٰ دونوں نے دین کی اصل حقیقت کو فراموش کر کے مذہب کے نام پر ایک قومیت بنالی تھی اوران میں سے ہر ایک اپنی ہی قوم کے جنتی اور مقبول ہونے اوراپنے سوا تمام عالم کے دوزخی اور گمراہ ہونے کا معتقد تھا۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں قوموں کی جہالت اور گمراہی کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں قومیں جنت میں جانے کے اصل سبب سے غافل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب یہود ہو یا نصاریٰ یا اسلام ان سب کی اصل روح دو چیزیں ہیں: ایک یہ کہ بندہ دل وجان سے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے، اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا عقیدہ اور مذہب سمجھے خواہ یہ کسی بھی مذہب میں حاصل ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ آدمی اپنے دل سے تو فرمانبرداری کا قصد کر لے مگر اطاعت کے طریقے خود اپنی طرف سے گھڑ لے، بلکہ ضروری ہے کہ عبادت واطاعت کے وہی طریقے اختیار کرے جو خدا نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے بتائے اور متعین کئے۔

پہلی بات بلى من اسلم الخ سے اور دوسری بات و هو محسن الخ کے ذریعے ثابت کی گئی

ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نجات اخروی اور دخول جنت کے لئے صرف قصدِ اطاعت کافی نہیں، بلکہ حسنِ عمل بھی ضروری ہے اور حسن عمل کا مصداق وہی تعلیم وطریقہ ہے جو قرآن اور سنت رسول خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔

اصل چیز ایمان ہے:

جو شخص ان بنیادی اصولوں میں سے کسی ایک اصول کو بھی چھوڑ دے تو خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مسلمان اس کا اپنے آپ کو جنت کا ٹھیکے دار سمجھنا خود فریبی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ یاد رہے کہ اصول ایمان تو ہر رسول اور ہر شریعت کے زمانے میں مشترک و یکساں رہے ہیں، البتہ عمل صالح کی شکلیں بدلتی رہی ہیں۔ تورات کے زمانے میں عمل صالح وہ سمجھا گیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی تعلیم کے مطابق تھا۔ انجیل کے دور میں عمل صالح یقیناً وہی عمل تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی تعلیم سے مطابقت رکھتا ہوگا، اور اب قرآن کے زمانے میں وہی عمل عمل صالح کہلائے جانے کا مستحق ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور قرآن کے عین مطابق ہو۔

خلاصۂ کلام یہ کہ یہود و نصاریٰ کے اس اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دونوں قومیں جہالت کی باتیں کر رہی ہیں، دونوں میں سے کوئی بھی جنت کا ٹھیکیدار نہیں، اور نہ ہی دونوں کے مذہب بے بنیاد اور بے اصل ہیں، بلکہ دونوں مذہبوں کی اصل بنیاد موجود ہے، غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہب وملت کی اصلی روح یعنی عقائد اعمال اور نظریات کو چھوڑ کر نسلی یا وطنی بنیاد پر کسی قوم کو یہود ٹھہرالیا ہے اور کسی کو نصرانی سمجھ لیا ہے۔

فاللّٰه يحكم بينهم: الخ:

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم کل قیامت کو ان کے بارے میں فیصلہ کریں گے کہ کونسی جماعت حق پر ہے۔ یہ یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد تمام آسمانی کتابیں منسوخ ہو گئیں اب صرف شریعت محمدیہ پر چلنے میں ہی کامیابی ہے، اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے رات کو چاند کی روشنی سے استفادہ کیا جائے اور صبح کو جب سورج نکلے تو ظاہری بات ہے کہ تب چاند کی روشنی کی ضرورت نہیں رہی کہ سورج کی روشنی اس پر غالب آجاتی ہے اسی طرح شریعت محمدیہ کے آجانے کے بعد بقیہ تمام شرائع منسوخ کر دی گئیں اب صرف شریعت محمدیہ ہی قیامت تک قائم ودائم رہے گی۔

و من اظلم ممن منع مساجد اللّٰه الخ:

ترجمہ: اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مساجد میں ذکر اور عبادت کئے جانے سے لوگوں کو روکے، اور ان کے ویران اور معطل ہونے کے بارے میں کوشش کرے، ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت اور

بے باک ہوکران میں قدم نہ رکھنا چاہئے تھا، ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی ہوگی اور آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔

ربط:

اس کے شان نزول کے بارے میں دو قول ہیں زمانہ اسلام سے پہلے جب یہودیوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالا تو روم کے نصاریٰ نے ان سے انتقام لینے کی خاطر عراق کے ایک مجوسی بادشاہ جس کا نام بخت نصر ہے کے ساتھ مل کر اپنے بادشاہ طیطوس کی سرکردگی میں شام کے بنی اسرائیل پر حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا اور تورات کے نسخے جلا ڈالے، بیت المقدس میں نجاست اور خنزیر ڈال دیئے اس کی عمارت کو خراب اور ویران کرا دیا، بنی اسرائیل کی قوت وشوکت کو بالکل پامال اور ختم کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک بیت المقدس اسی طرح ویران پڑا تھا۔ یہ قول مفسر القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ◆ کا ہے۔

حضرت ابن زید ◆ نے دوسرا قول نقل کیا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ حدیبیہ کے موقع پر مسجد حرام میں داخل ہونے اور طواف کرنے سے روک دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریر نے پہلی روایت اور ابن کثیر نے دوسری روایت کو ترجیح دی ہے۔

خلاصہ آیت:

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی خاطر یہ آیات نازل کی گئیں اور فرمایا گیا کہ نہایت ظالم ہیں وہ لوگ جو مساجد میں دخول سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اس کو ویران کرنے کے درپے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

مساجد کی رحمت یکساں ہے:

اس آیت مبارکہ میں لفظ مساجد عام بول کر یہ ضابطہ بیان کر دیا کہ یہ حکم صرف نصاریٰ یا مشرکین کے لئے ہی خاص نہ سمجھا جائے بلکہ تمام اقوام عالم کے یکساں ہے تو مضمون یہ ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد میں لوگوں کو اللہ کا ذکر کرنے سے روکے، یا کوئی ایسا کام کرے جس سے مسجد ویران ہو جائے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ مساجد اللہ کی عظمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب بھی کوئی مساجد میں داخل ہو تو ہیبت وعظمت اور خشوع وخضوع کے ساتھ داخل ہو جیسے کسی شاہی دربار میں داخل ہوتے ہیں۔

مساجد کی نسبت ''اللہ'' کے ساتھ ہے:

قرآن کریم میں جہاں بھی مساجد کا ذکر کیا گیا تو اللہ کی طرف اضافت کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ کی حرمت ہے اللہ کے گھروں کی بھی وہی حرمت ہے ارشاد ہے: **انما یعمر مساجد اللہ**

آپ ﷺ نے بھی جب مسجد کا ذکر کیا تو فرمایا من بنا للّٰہ مسجدا اضافت کے ساتھ بیان کیا۔

چنانچہ نسبت اللہ کی طرف ہونے سے اس کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔اب جب کسی مخصوص جگہ کے بارے میں یہ نیت کر لی جائے کہ یہ مسجد کی جگہ ہے تو اگر چہ وہ کچی جگہ ہی کیوں نہ ہو لوگ اس کا احترام کرتے ہیں بڑے سے بڑا آدمی بھی ایسی جگہ پر جوتے اتار کر جاتا ہے کیونکہ اس جگہ کی نسبت اللہ کی طرف ہوگئی ہے۔اب نسبت چونکہ اللہ کی طرف ہوگئی ہے اس وجہ سے اگر اس کی بے حرمتی و بے ادبی ہوگی تو اللہ کی بے ادبی سمجھی جائے گی۔اس کے برعکس اگر قیمتی سے قیمتی قالین بھی بچھا ہوا ہو تو اس پر جوتوں کے ساتھ پاؤں رکھے جاتے ہیں

دوسری بات یہ ہے کہ مساجد شعائر اللہ اور علامات اسلام ہیں،مسجد کے مینار خاموش ہونے کے باوجود اللہ اور اللہ والوں کی موجودگی کا اعلان کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مساجد کا اصل مقصد عبادت کی بجا آوری ہے اس وجہ سے مساجد میں آکر نماز، ذکر اور نوافل کا اہتمام کیا جائے، اس میں دنیا کی باتیں کرنا،شور وغل کرنا، یا کسی بھی قسم کا خلاف ادب کام کرنے سے مسجد کی بے حرمتی لازم آئے گی جو کہ اللہ کی بے حرمتی پر منتج ہوتی ہے کہ اس کی نسبت اللہ کی طرف ہے اور اس کا ادب اللہ کا ادب شمار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی یاد رہے کہ چونکہ مساجد عموماً نماز کے لئے بنائی جاتی ہیں اس واسطے اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اس وقت میں بلند آواز سے تلاوت اور ذکر کرنا کہ جس سے نماز پڑھنے والے شخص کو تکلیف ہو منع ہے اور یہ بے ادبی شمار سمجھا جائے گا، باتوں کی گنجائش تو بالکل نہیں نکلتی۔

مساجد سے روکنے میں،دخول سے روکنا،نمازی وانتظامیہ کو بے جا تنگ کرنا،مسجد کے اردگرد بلند آواز سے ایسا شور وشغب وگانا بجانا کہ جس کی وجہ سے نمازیوں کی عبادت میں مشکل ہو یہ سب باتیں شامل ہیں۔ مساجد کی آبادی نمازیوں کی موجودگی سے ممکن ہے،اس کو رواج دیا جائے صرف رنگ وروغن کا نام مسجد نہیں ہوتا اس سے ہمارے گھر اور دل بھی آباد ہوں گے۔

تین مساجد کی اہمیت:

یہ بتایا جا چکا کہ دنیا کی تمام مساجد آداب مسجد کے لحاظ سے برابر ہیں جیسے بیت المقدس،مسجد حرام اور مسجد نبوی کی بے حرمتی ظلم عظیم ہے اسی طرح دوسری تمام مساجد کے بارے میں بھی یہی حکم ہے،اگر چہ ان تینوں مساجد کی خاص بزرگی وعظمت اپنی جگہ مسلم ہے کہ مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد نبوی اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے ان تینوں مساجد میں نماز پڑھنے کی خاطر دور دراز سے سفر کر کے آنا موجب ثواب ہے بخلاف دوسری مساجد کے کہ ان تینوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کو افضل جان کر اس کے لئے دور سے سفر کر کے آنے کو آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۶)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیر المدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

ابن ابی کبشۃ:

ابو کبشۃ: (۱) یا تو وجز بن غالب ہے من قبیلۃ بنی خزاعۃ، یہ توحید پرست تھا (۲) یا ابو سلمٰی، عبد المطلب کی ماں کا باپ، اس کی کنیت تھی ابو کبشہ، من قبیلۃ بنی خزاعۃ، (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی مائی حلیمہ □ کا باپ تھا، یہ موحد تھا، تو جو بھی موحد تھا اس کو (ابو کبشہ کہہ دیتے تھے، اور) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تعلق تھا، (اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابنِ ابی کبشہ کہا، یہ نسبت مجازاً ہے)۔

بنی الاصفر، رومی (بنی الاصفر کہلاتے ہیں ان کو) اصفر اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رومیوں کی لڑائی ہوئی حبشیوں کے ساتھ، تو وہ رومیوں کی، سب کی عورتوں کو لے گئے، تو انہوں نے ان سے زنا یا نکاح کر کے وطی کی تو لڑکا ہوا درمیانہ زرد رنگ کا۔

وکان ابن الناطور:

ن اط ور کے معنیٰ ہیں حافظ النخل، حافظ البستان، باغبان، ابن الناطور، یہ تعلیق ہے، یہ زہری کو ملا ہے مسلمان ہونے کے بعد، پہلے نہیں ملا۔

قولہ صاحبِ ایلیاء:

ص اح ب کے دو معنیٰ ہیں (۱) شہر کا افسر، (۲) مقرب، مقرب حقیقی معنیٰ ہے، اور پہلا مجازی، یہاں دونوں معنیٰ ہو سکتے ہیں، اور جمع بین الحقیقۃ والمجاز جائز ہے امام شافعی ؒ کے نزدیک، اور حنفیہ کے نزدیک یہ جمع جائز نہیں، تو ہمارے نزدیک عموم مجاز ہے بمعنیٰ مقرب، اور یا ہرقل سے پہلے صاحب محذوف ہے، اس کے معنیٰ ہوں گے افسر اور وزیر، اور پہلی جگہ معنیٰ ہوں گے (ہرقل کا دوست) سُہ : **یقُفرِیٌ، خبیث** النفس، مرجھایا ہوا، بِ ط ار قہ : راز دان اور وزیر۔ دَسۡ کَرَ ۃ: گول کوٹھی، (یعنی بڑا محل، جس کے ارد گرد ملازمین کے مکان بنے ہوئے ہوں) 🗁

🗁 تشریحات بخاری ج ا ص ۱۱۰ بین القوسین۔

فکان ذلک اخر شان ھرقل:

یہی آخری شان نہیں ہے (بلکہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب موتہ جنگ کا ارادہ کیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک ہزار فوج بھیجی، اس سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان نہیں لاتا، دوسرے ابن حبان ؒ نے غزوۂ تبوک میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خط لکھا اور اس نے جواب نہیں دیا۔ تیسرے مسند احمد میں لکھا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خط پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جھوٹا ہے بلکہ اپنے کفر پر بدستور قائم ہے، کوئی بات اس کلام کے بعد ایسی سرزد نہیں ہوئی جس سے ایمان ثابت ہو، بلکہ کفر کی باتیں سرزد ہوئیں، اس واسطے اس کو مومن نہیں سمجھا جاتا، بخلاف ورقہ بن نوفل کے کہ اس کو ناجی سمجھا جاتا ہے۔

موافقۃ بالباب:

ظاہری معنیٰ کے ساتھ ظاہر ہے کہ اس میں وحی کا ذکر ہے۔ اور قرآن کی آیتوں کا ذکر ہے۔ اور التزامی معنیٰ تھے عظمت، عصمت، صدق، ان لوگوں کا نفرت کرنا گدھوں کی طرح، اور اسلام کا نام سن کر نکلنے کے لئے تیار ہونا، اور دروازوں تک جانا عظمت وحی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ وحی کو سن کر سنبھال نہیں سکے بلکہ گھبرا گئے۔

المسائل المستنبطۃ منہا:

(۱) کافر کے ساتھ خط میں نرمی اختیار کی جائے تا کہ وہ مانوس ہو کر پڑھ لے۔
(۲) شروع خط میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا۔
(۳) خبر واحد قابلِ عمل ہے ورنہ اس خط کے بھیجنے کا کوئی اثر نہ ہوتا۔
(۴) اگر اہل کتاب ایمان لے آویں تو ان کو دوہرا اجر ملتا ہے۔
(۵) تبلیغ کے لئے کفار کی طرف کسی خاص آیت کا لکھنا جائز ہے اور قرآن کا وہاں روانہ کرنا ناجائز ہے۔
(۶) کفار کی طرف جو خط لکھا جائے وہ مختصر اور معنیٰ خیز ہو۔
(۷) کفار کے ملک میں سفر کرنا تبلیغ کی خاطر جائز ہے۔
(۸) جھوٹ بولنا قبیح لذاتہ ہے ہر شخص اس سے بچتا ہے، چنانچہ ابوسفیان نے بھی کفر میں نہ بولا۔
(۹) رسل وپیغمبر نسب میں اشرف واعلیٰ ہوتے ہیں اپنے زمانہ کے جمیع نسب سے۔

(۱۰) ابتداء بالسلام کفار کی طرف نہ کرنی چاہئے، اور عینی شرح بخاری میں ہے کہ بدعتی پر بھی سلام نہ کہنا چاہئے **و لا یسلم علی المبتدع ولا علی من اقترف ذنبا کبیرا ولم یتب منه ولا یرد علیهم (عینی ج ۱ ص ۱۱۷)**

(۱۱) خطبہ اور کتابت میں اما بعد کہنا مستحب ہے۔

اس میں حدیث کے آگے ہے رواہ صالح، یہ متابعتِ ناقصہ اور متابع عنہ مذکور ہے، ای عن الزہری۔

"هذا اٰخر باب الوحی"

کتاب الایمان

کتاب، مشتق ہے کتب سے، کتب کے معنیٰ ہیں جمع اور ضم کے، جمع کرنا یعنی اکٹھا ہونا، اسی سے مشتق ہے کتیبه، بمعنی لشکر، یہاں چھ باتوں کا جاننا ضروری ہے:

(۱) ایمان کے لغوی معنیٰ (۲) معنیٰ شرعی (۳) تصدیق کے معنیٰ کیا ہیں۔ (۴) نسبت درمیان ایمان اور اسلام کے، (۵) اقرار باللسان کا درجہ (۶) درجہ عمل کا۔

ایمان کے معنیٰ لغوی:

ایمان امن سے ماخوذ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **المومن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم** یعنی جس سے خطرہ نہ ہو، امن میں ہو جائیں۔ دوسرے لوگ۔

پھر ایمان کے تعلق ہیں دو، ایک اللہ کی طرف نسبت، دوسرے لوگوں کی طرف۔ جب اللہ کی طرف نسبت ہو تو استعمال ہوتا ہے **با** کے ساتھ، اور جب صالحین کی طرف منسوب ہو تو استعمال ہوتا ہے **لام** کے ساتھ، جیسا **وما انت بمومن لنا**۔

پہلی صورت میں اس کے معنیٰ ہوتے ہیں وثوق (لازمی) کے، اور جب لوگوں کی طرف ہو تو معنیٰ تسلیم کے، جیسے **وما انت بمومن لنا** (نہیں ہے تو تسلیم کرنے والا ہماری بات)۔

ایمان کے شرعی معنیٰ:

فقہاء اور متکلمین کے نزدیک **التصدیق بجمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم**، خواہ وہ فرض ہوں خواہ واجب ہوں، خواہ مستحب ساری چیزوں کو سچا ماننا ضروری ہے، تو کفر کے لئے ایک چیز کا انکار کرنا کافی ہے اور ایمان کے لئے سب کی ضرورت ہے۔

تصدیق:

حکماء کے نزدیک تو اذعان ہے (دل سے یقین کرنا) اور محققین کے نزدیک نام ہے ادراک کا یا لواحقِ

ادراک کا، حق (یہ) ہے کہ لواحقِ ادراک سے ہے۔

سوال: خالی تصدیق کبھی کفر کے ساتھ جمع ہوتی ہے، جیسے قرآن میں ہے **وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم ظلما** (نمل ع ۱) (اور انکار کیا ان کا حالانکہ یقین کر چکے تھے ان کا ان کے دل ظلم سے)۔ یہاں ظلم بھی جمع ہے اور یقین بھی ہے اور جیسے **یعرفونه کما یعرفون ابناء هم** (بقرہ ع ۱۷) (اور پہچانتے ہیں وہ جیسے اس کو پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو) (معرفت اور یقین ایک ہی چیز 🗁 ہے) لیکن **فلما جاء هم ما عرفوا کفروا به** (بقرہ ع ۱۱) پھر جب آیا ان کے پاس وہ جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے تھے تو کفر کر دیا اس کا) معلوم ہوا کہ کفر کے ساتھ تصدیق بھی جمع ہوتی ہے، تو شرعی معنیٰ تھے تصدیق، تو اب یہاں تصدیق مل گئی ہے کفر کے ساتھ، (حالانکہ ایمان اور کفر دو ضدیں ہیں، دو ضدیں آپس میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں 🗎

جواب (۱): فقہاء نے دیا ہے کہ تصدیق شرعی میں اقرار باللسان شرط ہے (کفار میں اقرار نہیں اس لئے ان کی تصدیق معتبر نہیں کیونکہ مسلم قاعدہ ہے **اذا فات الشرط فات المشروط** 🗏

دوسرا جواب دیا ہے صدر الشریعہ نے کہ تصدیق دو قسم کی ہے اختیاری اور غیر اختیاری، ایمان نام تصدیق اختیاری کا ہے، غیر اختیاری کا نہیں، ان آیتوں میں تصدیق غیر اختیاری ہے اور علامہ تفتازانی نے یہ جواب دیا ہے کہ تصدیق غیر اختیاری تصور ہے وہ تصدیق ہی نہیں ہے۔ (جاری ہے)

معنیٰ اصطلاحی اور لغوی میں نسبت اور فرق:

تصدیق کے دو معنیٰ ہیں، لغوی سچا سمجھنا، اصطلاحی یقین اختیاری، ان دونوں میں نسبت ہے عموم خصوص مطلق کی، لغوی معنیٰ عام ہے دو وجہ سے اور اصطلاحی خاص ہے دو وجہ سے، (۱) لغوی ہے مطلق سچا سمجھنا، خواہ اختیاری ہو، خواہ غیر اختیاری، اور اصطلاحی خاص ہے (کہ اختیاری ہو)

(۲) لغوی معنیٰ ہے سچا سمجھنا (نبی کو اور غیر نبی کو) اور اصطلاحی ہے کہ نبی کو سچا سمجھنا

🗁، 🗎 و 🗏: بین القوسین از بیاض مولانا ممتاز احمد مرحوم۔

عطا ہو جائے مجھ کو چشم بینا

پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

ترا ہے شہر اے شاہِ مدینہ ♏ یہاں حاضر ہے اک بندہ کمینہ
ترا روضہ بلند از عرشِ اعلیٰ بقیعِ پاک رحمت کا دفینہ
معاصی و محارم🗁 میں ہوں الجھا عطا ہو جائے مجھ کو چشمِ بینا
اطاعت کیش🗎 کردے مجھ کو شاہا ♏ عبادت کا مزا شیطاں نے چھینا
ترے در کا ہوں منگتا میرے آقا ♏ ہو روشن معرفت سے میرا سینہ
تری امت کی حالت خستہ تر ہے لگا دے پار امت کا سفینہ
ہوئے ہیں متحد کفار و فسّاق کیا مشکل تیری امت کا جینا
ہیں ہم پر ڈھاتے ظلم و جور ہر جا ہیں کوشاں توڑیں ملت کا نگینہ
تو ہم پر رحم کر ، غیرت عطا کر رہے سالم ہمارا آبگینہ
ہوئے ہیں ہم ذلیل و خوار آقا ♏ عطا ہو زندگانی کا قرینہ🗏
مجھے حبِ خدا مل جائے آقا ♏ اطاعت میں تری ہو مرنا جینا
بقیع میں دیں جگہ اے شاہ طیبہ ♏ خوشا قسمت ، جو ہو یومِ ادینہ🗐
شفاعت کی طلب رکھتا ہے افضل عطا ہو جائے اے شاہِ مدینہ ♏

🗁 گناہ اور ناجائز کام 🗎 فرمانبردار 🗏 طریقہ 🗐 جمعہ کا دن

یادگار اسلاف مولانا ابوطلحہ محمد احمد ؒ کی یاد میں

مولوی محمد حنظلہ عثمانی (خیر المدارس ملتان)

مجھے لحہ بہ لحہ اک شباہت یاد آتی ہے وہ صورت پیارے والد کی اور سیرت یاد آتی ہے

گزاری زندگی ساری علومِ دیں کی خدمت میں ہوئی تیری ذات سے جو دیں کی اشاعت یاد آتی ہے

صبر، تقویٰ، شکر، احساں نمایاں تھے تیرے اوصاف علم پر عمل کی تیری وہ خصلت یاد آتی ہے

خلافِ راہِ سنت نہ چلے تھے تم کبھی ہرگز تیری بدعت سے نفرت اور عداوت یاد آتی ہے

زباں پر ان کی رہتی تھیں قرآں کی آیتیں اکثر مجھے ان کی تلاوت، وہ کثرت یاد آتی ہے

ترستا ہے یہ گلشن آج پھر ان کی صداؤں کو در و دیوار کو ان کی دراست یاد آتی ہے

میرے مالک تو اس گلشن کو رکھنا تا ابد قائم میرے والد نے جو یاں کی وہ محنت یاد آتی ہے

قوی و ناتواں، علماء، حفاظ و صوفیاء، صلحاء جنازے میں تیرے، لوگوں کی کثرت یاد آتی ہے

کروڑوں رحمتیں ہوں ان کی مرقد پر میرے اللہ قبر کی اُن کی تیاری، عبادت یاد آتی ہے

میرے رب! جامِ کوثر ہو نبیؐ کے ہاتھ سے ان کو نصیب نبی ﷺ سے ان کی الفت اور محبت یاد آتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

محبوبیت و مقبولیت اور مفسرانہ و محدثانہ خدمات

تحریر: محترم محمد عبداللہ صدیقی العرفانی (کراچی)

ترجمان القرآن، رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس ◆ فخر موجودات، رحمتِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ♏ کے حقیقی چچا جناب حضرت عباس ◆ بن عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں، ان کی بابرکت مسرت افزا پیدائش بھی ان دونوں میں ہوئی جب کہ نبی آخرالزمان ♏ کفار مکہ اور سردارانِ قریش کے ظالمانہ و غیر انسانی سلوک کے تحت شعبِ ابی طالب میں محصور کردیے گئے تھے، آپ ♏ کے چچا حضرت ابوطالب بھی ان مشقتوں اور صعوبتوں میں آپ ♏ کے ساتھ تھے، جب کہ دوسرے محبوب و جان نثار چچا حضرت عباس ◆ بھی بھتیجے سے ساتھ ساتھ بڑے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کررہے تھے، ایک دن سرکارِ رسالت مآب ♏ کو اطلاع دی کہ اے محمد ♏! آپ ♏ کی چچی حضرت ام فضل امید سے ہیں (اور ولادت قریب ہی ہے) آپ ♏ نے فرمایا، چچا جان! ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کردے (یعنی ان کو عسرت و تنگی کے دنوں میں تمہیں بیٹا عنایت کرکے خوشی کا سامان کردے) چنانچہ حق تعالیٰ نے جب حضرت عباس ◆ کے گھر میں تولد فرمایا تو سرورکائنات نے اپنی طرف سے ان کا نام عبداللہ رکھ کر خوشیوں کو دوبالا کردیا کہ اللہ کے پسندیدہ ناموں میں یہ ایک نام ہے اور دوسرے یہ باعث تخلیقِ کائنات ♏ کے والد صاحب کا نام بھی تو عبداللہ ہی تھا، اس طرح ان کی یاد بھی تازہ ہوگئی، حضرت مجاہد ♋ کہتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اللہ کے نبی ♏ نے سوائے عبداللہ بن عباس ◆ کے کسی اور بچے کو گھٹی نہیں دی۔

پھر جب آپ ♏ کے چچا جان کپڑے میں لپیٹ کر صاحبزادے کو گود میں لے کر آنحضرت ♏ کی خدمت میں لائے تو آقائے دوجہاں ♏ نے نومولود عبداللہ بن عباس ◆ کو اپنے دہن مبارک سے چبائی ہوئی کھجور سے گھٹی دی، اس طرح چچازاد خوش قسمت بھائی کی سب سے پہلے خوراک آپ ♏ کا لعاب دہن مبارک اور آپ ♏ کی پس خوردہ کھجور اور ان کی محبت و پیار بھری چاشنی تھی، کیا نصیب اللہ اکبر۔

نومولود بیٹے کی ایک خوش نصیبی حسب نسب کے واسطے یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ◆ کی والدہ ام فضل حضرت لبابہ بنت حارث اور ام المؤمنین حضرت میمونہ □ کی بہن تھیں اور اس حوالے سے سرکارِ دوعالم ♏ حضرت عبداللہ کے خالو بھی تھے، ان اعلیٰ حسبی نسبی رشتوں کی عظمت کے ساتھ ظاہری جسمانی

وجاہتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے خوب مالا مال کیا تھا، خالہ اور خالو کے چاشنی بھرے رشتہ خاص کی بہاریں لیے ہوئے جب یہ بچہ کاشانۂ نبوت سے قریب سے قریب تر رہتے ہوئے پروان چڑھا تو سبحان اللہ ظاہری وجاہت کے لحاظ سے بھی شاہکار خالق اکبر کا نمونہ تھا، روشن چہرہ، گندمی سرخی مائل رنگ، متمن بدن، بڑھتا ہوا قد، گھنے بال، غرض ایسی وجیہ اور حسین کہ لوگ چودھویں کے چاند کو دیکھ کر آپ کو یاد کرتے تھے (سیر اعلام النبلاء)

سرکارِ دوعالم ﷺ ان کی متعدد فطری صلاحیتوں اور طلبِ علم، خدمت دین واسلام کے جذبات کا پورا پورا خیال کرتے ہوئے گاہے بگاہے ان کے لیے دعا فرماتے ''**اللّٰھم فقھه فی الدین وعلمه التاویل**، اے اللہ! اس (ہونہار بچے) کو دین کی گہری سمجھ اور قرآن پاک کا پختہ علم عطا فرما'' یوں دعا بھی دی ''**اللّٰھم فقه فی الدین** ، دین کی خوب سمجھ عطا فرما'' اور یوں بھی ارشاد فرمایا ''**اللّٰھم علمه الحکمة** ، اے اللہ (میرے چچازاد بھائی کو) حکمت ودانائی کے ساتھ علم وافر عطا فرما'' (مفہوم)

معلم حلم وحکمت اور منبع مہر ومروت کے دربارِ اقدس سے یوں پیار بھری دعائیں مقسوم ہوئیں تو ان کا اثر بھی پھر یہ ہوا کہ آپ ◆ فہم وفراست، ذہانت وذکاوت، علم وحکمت، دین متین کے گہرے فہم اور حاضر دماغی میں اپنی مثال آپ تھے، مبداء فیاض سے قوتِ حافظہ بھی خوب عطا ہوئی تھی، فہم قرآنی اور معارف وتشریحات قرآنی کے بیان، سمجھ اور سمجھانے سے کم عمر ہونے کے باوجود آپ ◆ کا مرتبہ اور مقام بڑے بڑے عالم وفاضل اکابر ومشاہیر کی طرح تھا ع

یہ مقام بلند ملا جس کو مل گیا

رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین نبی کریم ﷺ کے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کر جانے کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس ◆ کی عمر مبارک اگرچہ صرف تیرہ سال تھی مگر اس نوعمری میں سرورِ کائنات کے فیضان صحت ونبوت سے اتنا کچھ فیضیاب ہو چکے تھے کہ اکابر صحابہ ؓ آپ ◆ کا احترام کرتے تھے، کچھ اور عمر بڑھی تو سونہ پر سہاگا کہ مجلس شوریٰ میں بٹھائے جانے لگے، اکابر صحابہ ؓ سے استفادہ کرنے اور سوال جواب کے ذریعہ علم حاصل کرنے اور ان کی شاگردگی کرنے میں انہوں نے کوئی شرم کبھی محسوس نہیں کی، بعض صحابہ ؓ کا گھر سے نکلنے تک گھر کے باہر بیٹھ کر ہی دیر دیر تک انتظار کرتے، اسی طرح کسی کو گھوڑے پر آتے دیکھتے تو باگ پکڑ کر آگے چلتے، پھر حضرت عمر فاروق ◆، حضرت علی کرم اللہ سے تو خوب ہی استفادہ کیا، وہ بھی خوب ہمت افزائی کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ◆ سے اکتساب علم کرتے، ان کی صائب رائے اور تشریحات قرآنی کو دل وجان سے تسلیم کرتے، حضرت عمر فاروق ◆ تو بہت ہی مقرب رکھتے تھے، علمی، فقہی، حکمتی لحاظ سے بھی اور خاندانی شرافتوں اور نسبی حسبی فضیلتوں کے لحاظ سے بھی بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔

بقول امام مسروق ؒ جو کبار علماء اور مفسرین میں سے تھے فرماتے ہیں اصحاب رسول ؓ کا علم چھ اصحاب کرام ؓ کا شخصیات پر ختم ہوگیا، یعنی حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت

ابوالدرداء، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ۔

مؤخر الذکر شخصیات تو فہم قرآنی میں حضرت ابن عباس ◆ کا خاص الخاص مرجع تھیں، اور حضرت ابن عباس ◆ نے بھی ان سے خوب خوب علمی استفادہ کیا۔

اہل علم میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر تمہیں کسی معاملے میں حضرت علی ◆ اور ابن مسعود ◆ کا قول درکار ہو اور وہ نہ مل سکے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس ◆ کا تفسیری قول دستیاب ہو جائے تو اسے حضرت علی ◆ اور حضرت ابن مسعود ◆ کا قول سمجھ کر اختیار کر لو، کیونکہ حضرت ابن عباس ◆ کی اکثر تعبیرات انہیں دو عظیم شخصیتوں کی مرہون منت ہیں، اسی طرح یہ حقیقت مسلمہ واضح ہو گئی کہ حضرت عبداللہ بن عباس ◆ اکابر مفسرین، صحابہ کرام ؓ کے مجموعی علم کے تنہا آخری ترجمان ہیں، اسی سبب امت کے علماء و فضلاء نے انہیں "ترجمان القرآن" اور "حبر الامۃ" کے خطابات سے نوازا۔ "حبر الامۃ" کے معنی ہیں امت مسلمہ کا بہت ہی بڑا اور عظیم المرتبت عالم دین، یا کہیے کہ علم کا سمندر، یہ حبر الامۃ کا خطاب آپ ◆ کو حضور اقدس ﷺ نے عطا فرمایا۔

حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ◆ کے پاس طالبان دین کا جھمگٹا لگا رہتا تھا جن کے سامنے آپ تفسیر قرآن، احادیثِ نبویہ اور فقہی و اجتہادی مسائل بیان فرماتے تھے، آپ اعلیٰ درجے کے خطیب بھی تھے، قرآنی علوم و معارف پر بولتے اور بات کرتے تو طبیعتوں میں اثر آفرینی سے نشاط پیدا ہو جاتا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں امیر حج مقرر ہوئے وہاں آپ ◆ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کے بعد ایسے دلنشین انداز میں تفسیر و تشریح فرمائی کہ اگر سرکش کفار بھی سن لیتے تو ایمان قبول کیے بغیر نہ رہتے۔

خلفاء راشدین ؓ کے دور میں اسلامی تمدن کو جب وسعت ملی اور نئے نئے مسائل سامنے آئے تو اسلامی تہذیب کی وسعت پذیری میں بھرپور حصہ آپ ◆ ہی نے لیا، ایرانی اور دیگر متمدن اقوام کے قبول اسلام سے جو ذہنی وسعت پھیلی اور جو نئے نئے مسائل پیدا ہوئے آپ ◆ نے انہیں اپنی خاص اجتہادی بصیرت اور ذوق قرآنی اور علم تفسیر سے حل فرما کر امت پر بہت بڑا احسان کیا۔ مفسرانہ حیثیت کے اعلیٰ منصب کے ساتھ ساتھ محدثانہ شان بھی آپ کی بہت نرالی ہے، چنانچہ کتب احادیث میں آپ کی روایات کی تعداد ۱۶۶۰ یا ۱۷۰۱ تک بیان کی جاتی ہے۔ امام بخاری ؒ نے جامع صحیح میں میں آپ سے ۱۲۰ روایات لی ہیں، امام مسلم نے ۹۰ اور اس طرح منبع علم و حکمت حضرت نبی کریم ﷺ کے علمی و عملی حالات و اقوال کا بہت بڑا ذخیرہ آپ کی معرفت جمع ہو گیا۔

آخری عمر میں بیماری کے ساتھ ساتھ بینائی نے ساتھ چھوڑ دیا، لیکن نمازوں کو چھوڑنے کے خطرے کے سبب آنکھوں کا علاج نہ کرایا۔ تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے صحت افزا مقام طائف تشریف لے گئے، وہیں پیغام اجل آ گیا اور آپ ۷۱ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ع خدا رحمت کند ایں علامہ و محدث پاک طینت را

عذابِ الٰہی

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ؒ (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

قوموں کے باغی اور نافرمانیوں کیوجہ سے اللہ تعالیٰ قوموں پر جو عذاب بھیجتے ہیں اس کی چند اقسام کو بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) عذاب استیصال:

ایسا عذاب جو قوموں کو جڑ سے اکھیڑ دے جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام پانی کے ذریعہ سے ساری کی ساری غرق کی گئی۔ قوم عاد علیہ السلام ہوا کے ذریعہ سے ساری کی ساری ختم کی گئی۔ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گہرے گڑھے میں داخل ہوکر پناہ پکڑتا تو بگولہ اس میں داخل ہوکر اس کو باہر پھینک دیتا تھا۔ صالح علیہ السلام کی قوم پر زلزلہ کا عذاب آیا جس کے سبب سے سب تباہ ہوگئے۔ اہل مدین ایک چیخ کے ذریعہ سے ہلاک کئے گئے۔ قوم لوط علیہ السلام کی زمین کا ہی تختہ الٹ دیا گیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی۔ جن مختلف جرائم کی وجہ سے یہ قومیں تباہ کی گئیں وہ سب جرائم اس امت میں بدرجہ اتم موجود ہیں لیکن اس امت پر ساری کی ساری قوم کو تباہ کرنے والا عذاب نہیں آئیگا اور اس کا سبب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی !اے اللہ میری ساری امت کو تباہ نہ کرنا۔ اس لئے اس امت پر ساری امت کو جڑ سے اکھیڑ دینے والا عذاب نہیں آئیگا۔ ایک دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ امت آخری امت ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تا قیامت باقی رہے گی اسی طرح یہ امت بھی تا قیامت باقی رہے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ ایسا ہوگا جو تا قیامت حق پر رہے گا اور حق کہتا رہے گا لہٰذا اس امت پر تنبیہ کے لئے جزوی طور پر عذاب آتے رہیں گے۔

(۲) عذاب عام:

یعنی ایسا عذاب جو صرف مجرموں کے ساتھ خاص نہیں ہوتا بلکہ مجرم غیر مجرم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اس عذاب سے بچو جو خاص مجرموں کو نہیں پہنچتا۔ یہ عذاب خاص خاص گناہوں پر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ عذاب پانچ جرموں کی وجہ سے آتے ہیں۔

بدعہدی:

کسی قوم کا عہد کر کے اس عہد کو پورا نہ کرنا جیسا کہ ہمارے سیاست دان حضرات بڑے بڑے دعوے کر کے اقتدار میں آتے ہیں اور پھر اپنے عہدوں کو توڑتے ہیں۔ پاکستان، اسلام نافذ کرنے کا وعدہ کر کے لیا گیا ستر سال ہونے والے ہیں لیکن کسی حکومت نے اس عہد کو پورا نہیں کیا۔

بدعہدی پر نازل ہونے والا عذاب:

دشمن کا رعب اور اس کا تسلط، اسی طرح قتل کی کثرت۔

اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہ کرنے پر نازل ہونے والا عذاب: قوموں پر فقر اور محتاجی مسلط کر دی جاتی ہے۔

فاحشہ، زنا کا ظہور:

عورتوں کو اغواء کر کے عصمت دری کرنا بعض جگہ اجتماعی طور پر عورت کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ فاحشہ، زنا کے ظہور پر نازل ہونے والا عذاب:...... موتوں کی کثرت۔ دہشت گردی۔ زلزلے۔ ٹریفک حادثات اس سب موقعوں پر کثرت سے اموات واقع ہوتی ہیں۔

ناپ تول میں کمی:

اپنا حق پورا لینا اور دوسرے کو پورا حق نہ دینا۔ اسی طرح ملازم کا تنخواہ پوری لینا اور کام پورا نہ کرنا۔ ناپ تول میں کمی پر نازل ہونے والا عذاب:...... فصلوں کی پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے جس سے قحط کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینا:

زکوٰۃ نہ دینے پر نازل ہونے والا عذاب:...... بارشوں کی کمی۔

اس کے علاوہ بھی کچھ جرائم ہیں جن سے عذاب آتے ہیں مثلاً سود خوری سے بزدلی مسلط ہو جاتی ہے اور سود میں ملوث شخص سے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے۔ اور اللہ رب العزت جس سے اعلانِ جنگ کرتے ہیں سب سے پہلے سزا کے طور پر اس سے ایمان کو سلب کر لیتے ہیں اس کے بعد مال اور جان پر وبال ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح جو قوم دعوت و تبلیغ چھوڑ دے ان پر مختلف قسم کے عذاب آتے ہیں۔ سیلاب، زلزلہ، کسی جگہ آگ کا لگ جانا، جہاز وغیرہ گر کر تباہ ہو جانا، کسی بازار کا زمین میں دھنس جانا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ جہاز کے نچلے درجہ کے لوگ سوراخ کرنے لگیں اور اوپر والے نہ روکیں تو سارے کے سارے ڈوب جائیں گے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک جماعت بیت اللہ کو گرانے کے ارادہ سے جس بازار سے گزر رہی تھی اس سارے بازار کو دھنسا دیا گیا حضرت عائشہ □ نے عرض کی کہ اس بازار میں نیک لوگ بھی تھے تو فرمایا کہ قیامت کے دن اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ حکومت وقت مدارس پر چھاپے مار کر بے گناہ علماء و طلباء کو گرفتار کر کے ان کی تذلیل کر رہی ہے یہ بھی اللہ کے عذاب اور اس کے اعلان جنگ کو دعوت دینا ہے۔

عذاب خاصہ:

جو شخص جرم کرتا ہے اس کی سزا کے طور پر اس کو کوئی مصیبت یا بیماری یا پریشانی آ جاتی ہے جس سے اس کا جرم ختم کر دیا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ اگر کسی کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے بھی انسان کے مصائب کفارۂ سیأت ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی سیأت نہ ہوں تو ترقیٔ درجات کا سبب بنتے ہیں۔

سوال: ...... کیا جن لوگوں پر عذاب آتا ہے وہ زیادہ گنہگار ہیں اور جن پر عذاب نہیں آتا وہ زیادہ نیک ہیں؟

جواب: ...... اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ جرائم کے لحاظ سے تو پورا ملک ہی قابل عذاب ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے عمومی عذاب نہیں آتا تنبیہ کے لئے کبھی کہیں اور کبھی کہیں مختلف عذاب آتے رہتے ہیں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ساری قوم توبہ اور استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگے تو یہ عذاب رحمت بن جائے ورنہ اپنے اپنے گناہوں کے سبب آخرت کے سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔

زلزلے بہت آئیں گے

حافظ محمد طلحہ مقبول شیخ صاحب

حضرت ابوہریرہ ♦ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں زبردست جنگ نہ کریں جن دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور جب تک تیس کے قریب ایسے دجال و کذاب پیدا نہ ہو جائیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا رسول بتائے گا اور فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک دنیا سے علم نہ اٹھ جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے، جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں جب پندرہ قسم کے گناہ عام ہو جائیں گے تو پھر زلزلے آئیں گے چنانچہ ترمذی شریف کی روایات میں ان گناہوں کی تفصیل اس طرح ہے:

حضرت ابوہریرہ ♦ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (۱) جب مال غنیمت مالداروں تک محدود ہو جائے۔ (۲) اور امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔ (۳) زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ (۴) تعلیم کا حصول دنیا کے لئے ہو جائے۔ (۵) آدمی اپنی بیوی کا تابع ہو جائے۔ (۶) بیٹا اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے۔ (۷) اپنے دوست کو قریب اور باپ کو دور کرے۔ (۸) مساجد میں شور وغل ہو جائے۔ (۹) قبیلے کا سرداران کا فاسق ترین آدمی بن جائے۔ (۱۰) قوم اور ملک وملت کا لیڈر ذلیل ترین آدمی بن جائے۔ (۱۱) کسی آدمی کی شرارت سے بچنے کے لئے اس کا اکرام شروع ہو جائے۔ (۱۲) موسیقی کے آلات عام اور طوائفوں کا زور ہو جائے۔ (۱۳) شراب پینا عام ہو جائے۔ (۱۴) اس امت کا آخری طبقہ اس کے پہلے طبقہ پر تبرا بازی اور لعن طعن شروع کر دے۔ (۱۵) مردوں میں ریشم پہننا عام ہو جائے۔

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

اور ایک روایت میں مزید گناہ کا ذکر ہے، وہ یہ کہ زنا کرنا مباح فعل کی طرح ہو جائے۔ (مستدرک حاکم ج ۵ ص ۲۲۷) تو پھر اس وقت سرخ آندھی کے چلنے کا انتظار کرو، اور ایسے پے در پے آفات کا انتظار کرو جیسے ہار کا دھاگہ ٹوٹ کر اس کے دانے مسلسل گرنے لگتے ہیں، جناب نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا بے شک سچ فرمایا، حالات حاضرہ میں امت کے طور طریقے صاف واضح ہیں ہم اپنا موازنہ بخوبی کر سکتے ہیں، جو جو گناہ اللہ پاک کے پیارے رسول اکرم ﷺ نے واضح کئے ان گناہوں میں آج امت ڈوبی ہوئی ہے، زنا عام ہے، شراب عام ہے، موسیقی کی محفل عام ہے، مساجد کا احترام کھو چکا ہے، مسجدیں ویران ہیں، ماں باپ کو ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے، جب ہم یہ سب کچھ کریں گے تو زلزلے تو آئیں گے مگر ہم سب خواب غفلت کی نیند سو رہے ہیں، اور اس نیند سے بیدار بھی نہیں ہونا چاہتے اور تمنا ہماری یہ ہے کہ اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے، اللہ پاک کے عذاب کو تو ہم خود دعوت دے رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ ◻ کی ایک روایت مذکور ہے جو کہ زلزلوں سے متعلق فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، حضرت انس ◆ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ◻ کے ہاں گیا، وہاں ایک اور آدمی بھی موجود تھا، اس آدمی نے پردے کے پیچھے سے ام المومنین ◻ سے پوچھا ہمیں زلزلے کے متعلق کوئی حدیث بیان فرمائیں، حضرت عائشہ ◻ نے اس کو جواب دینے سے اعراض فرمایا، حضرت انس ◆ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا ام المومنین ◻! آپ ہمیں زلزلے سے متعلق کوئی حدیث بیان فرمائیں، حضرت عائشہ ◻ نے فرمایا اے انس ◆! اگر میں تجھے زلزلے کے متعلق بیان کروں تو تم پوری زندگی غمگین رہو گے اور جب موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو یہ غم پھر بھی دل میں موجود ہوگا، میں نے کہا اے امی جان! آپ ہمیں بیان کیجئے، حضرت عائشہ ◻ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی اور گھر میں کپڑے اتارتی ہے تو وہ اس پردے کو چاک کر دیتی ہے جو اس عورت اور رب کے درمیان ہوتا ہے اور عورت جب اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے عطر استعمال کرتی ہے تو وہ اس کے لئے باعث عار اور موجب آگ ہوتا ہے اور جب اس کے بعد لوگ زنا کو حلال سمجھنے لگتے ہیں اور شراب پینا شروع کر دیتے ہیں اور گانے بجانے اور ڈھول پیٹنے لگتے ہیں تو آسمان پر اللہ پاک کی غیرت جوش میں آتی ہے پھر اللہ پاک زمین کو حکم دیتا ہے کہ زلزلے کے ذریعے ان لوگوں کو ہلا دو، پس اگر وہ لوگ گناہ سے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ پاک ان کو معاف فرما دیتا ہے اور اگر وہ توبہ نہیں کرتے تو اللہ پاک اسی زمین کو ان پر گرا دیتا ہے، حضرت انس ◆ فرماتے ہیں کہ کیا یہ زلزلہ ان لوگوں کے لیے محض عقوبت اور سزا ہوگی یا اس کا کچھ اجر بھی ملے گا، حضرت عائشہ ◻ نے فرمایا مسلمانوں کے لیے یہ زلزلہ یہ سزا بطور نصیحت وعبرت اور بطور رحمت و برکت ہوگی اور کافروں کے لئے اللہ پاک کی ناراضگی محض عذاب وعبرتناک سزا ہوگی۔ (بحوالہ مستدرک حاکم ج ۵ ص ۲۲۷)

اب جس طرح گناہوں کو زلزلوں کے ساتھ جوڑا گیا ہے، اس واضح اعلان کے بعد کسی اور تحقیق میں پڑنا کہ زلزلے کیوں آتے ہیں یہ بات بالکل نامناسب ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن گناہوں کا ذکر فرمایا وہ سب آج اس امت میں موجود ہیں، ہم نے قرآن پاک کی تعلیمات کو، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور غیروں کے طور طریقے اختیار کر لئے ہیں چنانچہ اس وقت پورا کرہ ارض گناہوں سے بھرا ہوا ہے، کیا مسلم اور کیا غیر مسلم، جو سبب ہیں غضب الٰہی کا۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ارض پاکستان پر زلزلوں کا بدیہی سبب نظر آتا ہے، زلزلہ اللہ پاک کا عذاب ہے اور یہ انسانوں کو بالخصوص مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے آتا ہے، کہ ہم سب اللہ پاک کی طرف لوٹیں، اس کے احکامات کو مانیں بھی اور اپنائیں بھی، اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر بھی عمل کریں، تاکہ ہم عذابِ الٰہی سے بچ سکیں، دنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکیں، اللہ پاک ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار فرمائے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ پاک ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

ماحول

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙ **میجر (ر) سعید اختر صاحب (پرنسپل الخیر پبلک سکول ملتان)** ⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کچھ روز پہلے اپنے گھر میں لان کی طرف نکلا تو کیاری میں ہزاروں چھوٹے چھوٹے پودے زمین سے سر نکالے کھڑے تھے۔ یہ انٹرینیم اور لارک سپر کے پودے تھے۔ میں نے اس سال یہاں ان کا بیج نہیں ڈالا تھا پچھلے سال اس کیاری میں ان دونوں اقسام کے پھول لگائے تھے اور شاید انہی کے بیج پچھلے سال گرے ہوں گے جو مناسب ماحول ملنے پر اگ آئے ان دونوں اقسام کے بیج رائی سے بھی بہت چھوٹے ہوتے ہیں شاید ایک نقطے سے بھی چھوٹے ان پودوں کو دیکھ کر سوچ نے انگڑائی لی اور خالقِ کائنات کی قدرتِ کاملہ پر جا ٹھہری۔ **"یخرج الحی من المیت"** کی اس سے بہتر مثال کیا ہوگی؟

درختوں اور فصلوں کے بیجوں کو اگنے کے لئے مٹی اور پانی کا مناسب ماحول ضروری ہوتا ہے یہ بیج مٹی میں بکھرے پڑے رہے۔ کیاری میں نہ جانے کتنی بار پانی دیا گیا ہوگا کتنی بارشیں ان پر گزری ہوں گی لیکن نہ تو ان میں نمو کے آثار پیدا ہوئے اور نہ مٹی اور پانی کی گلا دینے والی صلاحیت ان پر اثر انداز ہو سکی، سبحان اللہ۔ اتنے چھوٹے سے بیج کی مزاحمت اور قوتِ نمو نے کتنے اسباق کھول دیئے نامساعد حالات میں حفاظتِ ذات اور مناسب ماحول ملنے پر افزائش و نمو کی صلاحیت کا اعلیٰ نمونہ۔ افزائش کے لئے ماحول کے دو عناصر زرخیز مٹی اور وافر پانی مہیا تھا مگر ڈر تھا کہ نمو کے بعد نامناسب موسم تکمیلِ ذات کی راہ میں کھڑا ہوگا۔ چنانچہ صحیح موسم کا انتظار بھی ضروری تھا اور جیسے ہی وہ میسر ہوا نمو کا راستہ کھل گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نہایت ہی نامساعد حالات میں ہوئی۔ تیرہ سال تک اس بہار جانفزا کا انتظار فرمایا جب اسلام کا نازک پودا نمو پانے کے بعد پنپ سکے۔ کون سی تکلیف ہے جو نہ دی گئی، ظلم کا کونسا پہاڑ ہے جو نہ توڑا گیا مگر قربان جائیں اس ذاتِ اقدس کے عزم اور استقلال کے نہ تو قدم ڈگمگائے، نہ ہمت و کوشش میں کمی آئی اور نہ ہی اپنے ساتھیوں اور جاں نثاروں کو ردعمل اور جوابی کارروائی کی اجازت دی۔ جب پنپنے کے لئے وہ ماحول میسر آ گیا اور یقین ہو گیا کہ اس نوزائندہ پودے کو اب نہ بادِ سموم کی تندی کا خوف ہے اور نہ بادِ صرصر کی یخ بستہ ہوائیں کچھ ضرر دے سکتی ہیں۔ نہ طوفانوں کا ڈر اور نہ سوکھنے کا خوف تو اس کی آبیاری میں تن من دھن ایک کر دیا۔ ماحول جمادات، نباتات اور حیوانات پر بھی عجیب انداز میں اثر پذیر ہوتا ہے تو انسان جو اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین مخلوق ہے اس سے کیسے مستثنیٰ ہو سکتا ہے بلکہ اس پر اثر پذیری اور بھی لطیف انداز میں ہوتی ہے کروڑوں سال قبل زمین کی تہوں میں دب جانے والے جنگلات کوئلے، تیل اور گیس میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہی کوئلے جب زمین کے اندر ساٹھ سوڈگری گرمی اور نہایت شدید دباؤ سے گزرتے ہیں تو ہیرے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ہیئتِ ترکیبی میں دونوں کاربن مگر اوصاف اور قیمت میں زمین و آسمان کا فرق۔ کہاں کوئلہ اور کہاں ہیرا۔ ایک دنیا کی حقیر ترین شئے جس کی کوئی قیمت نہیں اور دوسری دنیا کی بے بہا قیمت رکھے ہوئے ایک ہی جنس اور اس میں یہ بُعد المشرقین۔

خیال نے پھراڑان بھری اور مولانا روم کے اس شعر پر جا پہنچا جس میں وہ فرماتے ہیں ع احمد و بوجہل ہم آدم بودند............ کہ بظاہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بوجہل دونوں انسانی ڈھانچے میں موجود ہیں مگر ایک غارِ حرا کی تنہائیوں میں **و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا** کی بھٹی سے گزر کر فخر موجودات کے مقام پر ہیرے کی مانند درخشاں اور دوسرا اس خاکدان کی آلائشوں میں لیتھڑا بے وقعت راکھ کا ڈھیر اور دوزخ کا ایندھن۔تعمیر ذات کا نادر نمونہ......اسی تعمیر ذلت کے لئے اس تکمیل شدہ ذات کے ارشادات کے انوار اور صحبت کی گرمی کے مراکز دارارقم مسجد نبوی، صفہ اور مسجد قبا جیسے مقامات کا قیام اور پھر ہر گھر ایک مرکز جہاں انسانیت کی تعمیر ممکن ہوئی۔اَن پڑھ، جاہل، کندۂ ناتراش چرواہوں کی تعمیر ہوئی تو کوئی عمر ♦ کی صورت میں نمودار ہوا اور کوئی علی المرتضٰی ♦ بن گیا۔ کیسے کیسے یگانہ روزگانہ ستارے انسانیت کے افق پر اُبھرے اور عالم دنیا کو اپنی تابانی سے منور کر گئے۔

یونہی ایک دفعہ خیال آیا کہ گل داؤدی صرف نومبر اور دسمبر میں ہی پھول دیتا ہے کیا یہ سرد موسم کی وجہ سے ہے اگر یوں ہے تو اسے سرد علاقوں میں سارا سال پھول دینے چاہئیں۔جب مزید کریدا گیا کہ اس کا پھول دینے کا موسم گرمی سردی کا محتاج نہیں بلکہ اندھیرے اجالے کا محتاج ہے یہ لمبی راتوں اور مختصر دنوں میں پھول دیتا ہے میں نے چند پودے گملوں میں لگوائے اور ان کی راتیں لمبی کرنی شروع کر دیں یعنی غروب سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ایک اندھیرے کمرے میں منتقل کروا دیتا اور صبح طلوع سے دو گھنٹے بعد انہیں وہاں سے نکال باہر کر دیا جاتا۔چنانچہ میری حیرانگی کی حد نہ رہی جب انہوں نے تیزی سے بڑھنا شروع کر دیا اور بجائے نومبر کا انتظار کرنے کے جولائی میں شگوفے نکال لئے اور پھولوں پر آ گئے ''سبحان اللہ'' جب میں نے کہنہ مشق باغبانوں کو یہ پودے دکھائے تو وہ حیران رہ گئے اور مجھ سے اُن کی پنیری مانگنے لگے۔وہ سمجھے کہ شاید یہ گل داؤدی کی کوئی نئی نسل ہے انہیں کیا خبر کہ یہ **قم اللیل الا قلیلا** کا اعجاز تھا۔آیئے ہم اپنی راتیں سنواریں۔چنانچہ یہ واضح ہے کہ مخلوقات عالم کی نمو اور نشوونما کے لئے ضروری ماحول کا میسر ہونا ضروری موسم اچھا، پانی وافر مٹی بھی زرخیز۔جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان تو کیا ہم اپنی آنے والی نسلوں کو مناسب ماحول دے رہے ہیں۔پودوں اور حیوانات میں تو (Genetios) بھی اثر انداز ہوتی ہیں چنانچہ قرآن کہتا ہے **حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنه لبلد میت و البلد الطیب یخرج نباته باذن ربه و الذی الخ** ''اور انسانوں میں تو الا نکدًا والا معاملہ بھی معمولی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام بچے فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں اور بعد میں انہیں یہودی اور نصرانی بنالیا جاتا ہے تو اصل ضرورت ماحول اور تربیت کی ہوئی۔

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی　　　خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ

اچھی صحبت سے اثر پذیری قدرتی طور پر نسبتاً آہستہ ہوتی ہے مگر بری صحبت تو فوراً اثر انداز ہوتی ہے۔آج کل کمپیوٹر، موبائل اور نیٹ وغیرہ اس تیزی سے اثر انداز ہو رہے ہیں کہ ہماری روایتی تربیت اس کے مقابلے میں بہت مدہم اور دھیمی ہے بچے اردگرد کے ماحول سے جو کچھ سیکھتے ہیں ہم اپنی مشغولیت اور ناواقفیت کی وجہ سے اس کا مقابل پیش نہیں کر سکتے۔ ایسے حالات میں بچوں کے ساتھ ساتھ والدین اور خصوصاً مغربی تعلیم یافتہ والدین کی تربیت کی بھی ضرورت ہے، ہماری تمام تر تربیت کا محور قرآن اور سنت ہے اور حالت یہ ہے کہ ہمارے ۹۰ فیصد حفاظ کرام بھی نہیں جانتے کہ وہ جن آیات کی تلاوت کر رہے ہیں اس کا مطلب ومقصد کیا ہے۔اس کا کام کہاں سے اور کیسے شروع کیا جائے اس پر کوئی نہیں سوچتا اور اگر کہیں کچھ کوشش بھی ہوتی ہے تو وہاں للّٰہیت کی جگہ منفعت کا پہلو زیادہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں۔آمین۔

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

ٹیلی فون پر طلاق دینے سے کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

بندہ کے تقریباً پانچ سال سے سعودی عرب میں مزدوری کرنے والے بیٹے عبدالرب نے 26 دسمبر 2015ء کو بعد نماز صبح مجھے موبائل پر کہا کہ ''میری بیوی (خالدہ) آزاد ہے'' بندہ نے اُسے ڈانٹ کر فون بند کر دیا۔ اُس نے بعد ازاں اپنی ہمشیرہ (میری بیٹی) کے موبائل پر اپنی بیوی (خالدہ) سے بات کی، وہ سنتے ہی بیٹھ گئی اور رونے لگ گئی اور موبائل دور پھینک دیا۔ میں نے اس صورت حال کو دیکھ کر بہو سے پوچھے بغیر یہ ساری بات اُس کے بھائی مولوی عبدالغفار صاحب کو مدرسہ جا کر بتا دی، پھر بندہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا، کچھ دیر بعد بہو کے گھر آیا تو وہ موجود نہ تھی، مولوی عبدالغفار صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں آپ کے بتانے کے بعد ہمشیرہ کے پاس گیا تھا وہ پریشانی کے عالم میں رو رہی تھی، اس سے وجہ پوچھی تو پہلے تو وہ خاموش رہی میرے بار بار پوچھنے پر بتایا کہ ''مجھے خاوند نے طلاق کا لفظ تین دفعہ سے بھی زیادہ کہا ہے بلکہ تسبیح کی طرح پڑھتا گیا'' یہ بات اُس (ہمشیرہ) نے اپنے دوسرے چھوٹے بھائی مولوی محمد قاسم کو بھی بتائی۔ لہٰذا میں اُسے اپنے گھر لے آیا ہوں۔

میں نے مولوی عبدالغفار صاحب کو اپنے بیٹے عبدالرب (مقیم سعودی عرب) سے صورتِ احوال معلوم کرنے کے لئے رابطہ کرنے کو کہا۔ انہوں نے بتایا کہ شام کو رابطہ ہونے پر عبدالرب نے اس ساری بات (طلاق اور آزاد وغیرہ'' کے الفاظ کہنے کی حقیقت) سے صاف انکار کر دیا۔

اگلی صبح یعنی 27 دسمبر 2015ء کو بندہ نے مولوی عبدالغفار سے کہا کہ میرے سامنے اپنی ہمشیرہ سے پوچھو کیونکہ مجھے دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ میری بہو نے صرف ایک بار لفظ طلاق سن کر موبائل پھینک دیا تھا، چنانچہ وہ مجھے ساتھ لے کر میری بہو کے پاس گئے اور اپنے بھائی مولوی محمد قاسم صاحب کی موجودگی میں اُس سے بار بار پوچھا تو وہ بولی ''مجھے خاوند نے موبائل پر ایک بار لفظ طلاق کہا تو میں نے موبائل پھینک دیا''۔ یہ بات اُس نے حلفاً کہی۔ میں نے اپنے بیٹے سے موبائل پر دریافت کیا تو اُس نے ''آزاد'' اور ''طلاق'' دونوں لفظوں کا انکار کر دیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں تھا واللہ اعلم ورنہ وہ جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہے واضح رہے کہ آخری جملہ سے لڑکی والے مطمئن نہیں از روئے شرع شریف ہماری راہنمائی فرمائیں۔

العارضان عبداللہ، عبدالغفار جامعہ عثمانیہ شاہ صدر دین۔

الجواب حامداً و مصلیاً

صورتِ مسئولہ میں مسماۃ خالدہ مسمی عبدالرب کے گھر آباد نہیں ہو سکتی، کیونکہ طلاقِ ثلاثہ کے الفاظ اس نے اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ ''المرأة كالقاضي لا يحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذلك'' (ہندیہ،

جلد:۱،صفحہ:۳۵۴) صورتِ مسئولہ میں تین طلاق کے اقرار پر شہادت شرعیہ موجود ہے، لہٰذا بعد والا انکار اور صرف ایک طلاق کا بیان شرعاً مسموع نہیں۔ "ذکر في البزازية اخر الطلاق بقوله قالت طلقني ثلاثاً ثم ارادت تزويج نفسها منه ليس لها ذلک اصرت عليه او اكذبت نفسها"(شامیہ، جلد:۲،صفحہ۴۱۳) بعض کتب میں تکذیب کی صورت میں جو جواز منقول ہے اس کا تعلق قضاء سے ہے جبکہ فتویٰ کا تعلق دیانت سے ہوتا ہے، ایک اور مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی ؒ لکھتے ہیں: "قوله: "دیّن ای : تصح نيته فيما بينه وبين ربه لانه نویٰ مايحتمله لفظه فيفتيه المفتي بعدم الوقوع، اما القاضي فلا يصدقه ويقضي عليه بالوقوع" (شامیہ، جلد:۲،صفحہ۴۳۱)

طلاق ثلاثہ کا دعویٰ کرنے کے بعد انکار کر دینے سے اسی خاوند کے گھر آباد ہونے کو دیانۃً حرام قرار دیا گیا ہے "قوله "حل لها تزوجه" لان الطلاق في حقها مما يخفى لاستقلال الرجل بها فصح رجوعها. نهر. ای: حل في الحكم اما فيما بينها وبين الله تعالىٰ فلا اذا كانت عالمة بالثلاث". (شامیہ، جلد:۲،صفحہ۴۳۱) بلکہ قضاءً جواز کی جو علت بتلائی گئی ہے وہ بھی صورت مسئولہ میں متحقق نہیں کہ خاوند طلاق کے ساتھ مستقل ہے اس لئے کسی سے سن کر اقرار کیا تھا پھر تحقیق کے بعد انکار کر دیا۔ "ان الطلاق في حقها ممايخفى لاستقلال الرجل بها فصح رجوعها". (شامیہ، جلد:۲،صفحہ:۴۱۳)

یہ علت صورتِ مسئولہ میں موجود نہیں، کیونکہ طلاقِ ثلاثہ سننے کے بعد اسی نے خبر دی ہے، طلاقِ ثلاثہ کا علم کسی اور کے ذریعے حاصل نہیں ہوا۔ الحاصل: صورتِ مسئولہ میں عبدالرب کے گھر آباد ہونا دیانۃً اور قضاء دونوں طرح حرام ہے۔...فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ۔

۱۴۳۷/۳/۲۶ھ

اشتہار میتھی

۳۰

اشتہار معجون

مدینہ منورہ

کی چند روح پَرور یادیں

الحاج ماسٹر محمد عمر صاحب (خان گڑھ)

مشہور نقشبندی بزرگ اولیاء اللہ خواجہ غلام حسن گرے سواگ خلیفہء مجاز خواجہ سراج الدین ♋ موسیٰ زئی شریف والوں کی خدمت اقدس میں کوئی حاجی مناسک حج بیت اللہ کر کے حاضر خدمت ہوتا حضرت اقدس پوچھتے کیا حال ہے؟ ملک عرب کا حال سناؤ۔ وہ عرض کرتا حضرت! ملک عرب میں اسلامی قوانین جاری ہیں چوری کا نام ونشان نہیں مجرموں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں کھانے پینے کی ہر چیز عام ہے مدینہ منورہ میں روحانی سکون ملتا ہے مکہ معظّمہ کو دیکھ کر خدا کی بڑائی اور اس کی عظمت دل میں پیدا ہو جاتی ہے سڑکوں گلی محلوں میں صفائی ستھرائی کا نظام ہے حضرت اقدس ♋ یہ سن کر فرماتے حاجی صاحب مبارک ہو تمہارا حج مقبول ہے، دوسرے حاجی صاحب سے پوچھا کیا حال ہے ملک عرب شریف کا حال سناؤ تو اس نے عرض کیا حضرت وہاں نجدی حکومت ہے مہنگائی عام ہے موسم شدید گرم تھا طبیعت بڑی بے چین رہی حضرت ♋ نے فرمایا۔ ''میاں تم حج نہیں کر آئے ہو میرے آقا حضور مدنی کریم ♏ کی حکومت حضور ♏ کی مرضی کے مطابق چل رہی ہے (ملفوظات حسنیہ) جس شخص کے دل میں ایمان کی رتی بھر حرارت موجود ہے وہ ہر وقت یہی دعا کرتا رہتا ہے۔

الٰہی دکھادے مدینہ کیسی بستی ہے جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے۔

مدینہ منورہ خطۂ ارض پر وہ مقدس اور مطہر مقام ہے جہاں میرے آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ سے تنگ آ کر بذریعہ وحی الٰہی حکم خداوندی سے اس مقدس اور پاک مقام کو پسند فرمایا جسے مقام ہجرت نبوی ♏ کا شرف حاصل ہے میرے آقا حبیب کبریا آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تو ایک چھوٹی سی بستی کو یثرب کہتے تھے، آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس مقام پر استقرار فرمایا تو یہ مدینہ منورہ بن گیا ہجرت کے وقت تمام انصار ⮹ مدینہ کی خواہش تھی میرے آقا میرے ہاں نزول اجلال فرمائیں لیکن آپ ♏ نے تمام حاضرین کو فرمایا میرے اونٹنی کو کچھ نہ کہو جس مقام پر میری اونٹنی بیٹھ جائے وہی خدائی حکم کی جگہ ہے یہ اونٹنی سیدنا جناب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ کے سامنے بیٹھ گئی سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت ہستی ہے جسے میزبان رسول ہونے کا شرف حاصل ہے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دیدۂ دل فرش راہ آپ ♏ کے قدموں کی مٹی کو سرمہ بنایا ہمیشہ کے لئے جنت کے وارث بن گئے باب جبرائیل ◆ کے اندر داخل ہوں تو قریب ہی سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کا حجرہ مبارک ہے جس میں میرے آقا مدنی کریم حبیب کبریا افضل کائنات حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آسودۂ خواب ہیں۔ یہ حجرۂ عائشہ وہ مقدس مقام ہے

جسے جنت، لوح وکرسی بلکہ عرش الٰہی سے زیادہ فضیلت حاصل ہے مسجد نبوی ﷺ موجودہ سعودی حکومت کی تعمیر سے پہلے دس ہزار تین سوتین مربع میٹر تھی ،سعودی حکومت نے چھ ہزار مربع میٹر زمین مزید خرید کر اضافہ کیا اب سولہ ہزار تین سوستائیس مربع میٹر ہوگئی ہے ائیر کنڈیشن پلانٹ کے ذریعے ساری مسجد شریف کو یخ بستہ کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں سے سعودی حکمرانوں نے خراج تحسین حاصل کیا۔ باشاہِ وقت ہونے کے باوجود سعودی حکمران اپنے آپ کو خادم الحرمین الشریفین کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

۱۹۸۶ء میں بندہ ناکارہ نے اپنے بزرگ دین سے محبت رکھنے والے خواجہ محمد سعید صاحب مرحوم اور محمد حیات خان صاحب کے ساتھ فریضۂ حج کی سعادت حاصل کی مدینہ منورہ کے مقدس شہر کے مقام اور اس کی عظمت اور علو مرتبت کا کیا معلوم؟ جہاں کی خاکروبی بڑے بڑے اولیاء اللہ اقطاب بڑی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں میرے دونوں بزرگ جو بہت عمر رسیدہ اور جسمانی امراض کے شکار تھے وہ میرے ساتھ الجھتے رہتے تھے چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنگ مزاجی میں بہت پریشان تھا انہی ایام میں مسکین پور شریف کے سجادہ نشین شیخ المشائخ پیر کلیم اللہ شاہ صاحب ؒ مدینہ منورہ تشریف لائے ہمارے میزبان مولانا خواجہ محمد خالد صاحب تلمیذ رشید مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب ؒ نے حضرت شاہ صاحب ؒ کو مسجد خلیل میں ناشتہ کی دعوت دی باہمی نزاع کا حال سنایا حضرت شاہ صاحب ؒ نے کراچی سے ویزہ دلوایا تھا تشریف لائے کھانا کھانے کے بعد ہم تینوں کے نزاع کا حال سنا تو فرمایا تم تینوں کا حال میں نے سن لیا ہے تم اس لائق نہیں کہ تم مدینہ منورہ میں حج کے ایام تک قیام کرو نکل جاؤ کیا یہ ملتان کا شہر ہے کیا یہ خان گڑھ ہے؟ یہ تو سیدالانبیاء آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس شہر ہے جہاں کی خاکروبی بڑے اولیاء اللہ سعادت سمجھتے ہیں یہ معمولی جگہ نہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر ہت   نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید ایں جا

پھر ہم تینوں سے استفسار فرمایا کیا ایسا ہوا جب مدینہ منورہ کے شہر میں داخل ہوئے ہوں تو آپ کو اثرات محسوس ہوئے؟ پھر مسجد نبوی شرفہ اللہ تعالیٰ کے اندر داخل ہوئے ہوں تو اثرات محسوس ہوئے ہوں جب ریاض الجنۃ میں داخل ہوئے ہوں تو اور طریقے پر اثرات وارد ہوں جب مواجہہ شریف آقا حضور مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور کے سامنے اپنے اعمال سیئہ کو یاد کر کے آقا کی عظمت اور آپ کی بڑائی علوشان سامنے رکھ کر دل پر ہیبت طاری ہوئی تو بتلائیں؟ ہم نے نفی میں جواب دیا تو حضرت قریشی صاحب ؒ نے فرمایا تم مدینہ منورہ سے نکل جاؤ تم اس لائق نہیں کہ رمضان المبارک کے ایام سے لے کر ایام حج کے طویل دور میں یہ ادب آداب رہ سکو بس پھر کیا تھا ہم تینوں حضرت شاہ صاحب ؒ کے پاؤں پکڑ کر معافیاں مانگتے رہے حضرت شاہ صاحب ؒ عمرہ شریف کر کے واپس چلے آئے حضرت شاہ صاحب ؒ کی توجہات مبارکہ سے ہماری اصلاح ہوگئی جب مواجہہ شریف حاضری ہوتی تو ہماری چیخیں نکل جاتی تھیں حضرت فضل علی قریشی ؒ کے خلیفہ غلام قادر مراقبہ میں فرماتے تھے۔

جب تک "میں" نہ مرے مکے جانا کچھ نہیں

حضرت مرشدی شمس العارفین حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ حاجی جب

مدینہ منورہ حاضر ہوتو زائر کو ۱۰ سالہ مدنی زندگی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چڑھ جائے مکہ معظّمہ کی زیارت سے ۱۳ سالہ مکی زندگی کا رنگ چڑھ جائے ، اگر پہلی اور دوسری زندگی میں انقلاب نہیں آیا تو حاجی صاحب صرف بلڈنگیں دیکھ کر آیا۔ہم رمضان المبارک کے مقدس ایام میں ۳۵ دن کے ویزہ پر حاضر ہوئے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کی رمضان المبارک کے بعد ہم تینوں ساتھیوں نے مناسک حج بیت اللہ کے ارادہ سے مسجد خلیل میں قیام کیا مسجد خلیل جواب انہدام کے بعد حکومت سعودیہ نے جنت البقیع کی توسیع کردی مسجد خلیل میں خیر المدارس کے عظیم بزرگ حضرت قاری رحیم بخش صاحب کے تلمیذ رشید قاری محمد عبداللہ صاحب جو قصبہ مڑل ملتان کے ہیں عرصہ چالیس سال سے پڑھا رہے ہیں حالیہ دور میں حرم مکہ کے امام حضرت شیخ خالد الغامدی ♎ نے لاہور میں ایک تقریب کے دوران ارشاد فرمایا ہم حرم مدینہ منورہ اور حرم مکہ زادہ اللہ شرفا کے ائمہ بھی پاکستانی علما اور قراء کے شاگرد ہیں انہی ایام میں مسجد خلیل میں فضلاے خیر المدارس جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے شیخ القراء فضیلۃ الشیخ قاری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی صدارت میں اجلاس ہوا جناب قاری محمد حنیف صاحب مدظلہ نے مؤثر خطاب فرمایا جامعہ خیر المدارس کی اعانت اور ماہنامہ الخیر کی خریداری کے لئے توجہ دلائی جسے سب علماء اور قراء نے شرف پذیرائی بخشی ، خیر المدارس کے اساتذہ وشیوخ علماء قراء عمرہ شریف کے لیے تشریف لائے ہوئے بالخصوص جامعہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیری نور اللہ مرقدہ بھی آئے ہوئے تھے ،ضعف بصر کی وجہ سے مسجد حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جانے کی سعادت حاصل ہوئی جامعہ خیر المدارس کے مہتمم قاری محمد حنیف صاحب مدظلہ' کی شفقتیں شامل حال رہیں حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ' جامعہ خیر المدارس کے موجودہ شیخ الحدیث جو بندہ کے دیرینہ مہربان بھی ہیں، ان سے میں نے عرض حال کیا کہ حضرت! ہمارے ویزے کے ایام ختم ہو گئے ہیں ہم مناسک حج کی ادائیگی کی نیت سے آئے تھے اب طبیعت کے اندر پریشانی ہے سعودی شرطے ہمیں پکڑ نہ لیں آپ نے فرمایا آپ دلجمعی کے ساتھ مقیم رہیں آپ تو حج کے ارادے سے حاضر ہوئے ہیں اگر سعودی انتظامیہ نے پکڑ لیا تو سعودی انتظامیہ زمہ دار ہوگی اگر تم از خود چلے گئے تو تم ذمہ دار ہو گے حضرت اقدس مولانا محمد صدیق مدظلہ کے مشورہ سے دل کو از حد اطمینان ہو گیا ایک دن روضہ اطہر میں مواجہہ شریف کے محاذ پر بندہ نے سرکار دو عالم حضور پرنور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خوب گریہ زاری کی کہ سائیں ہم آپ سے حج بیت اللہ کے مناسک کی درخواست کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پکڑے جائیں پاکستان میں جائیں تو رسوائی علیحدہ ہوگی تین چار دن نہ گزرے تھے کہ ہمارے پاس قاری محمد اسلم صاحب خان گڑھی ♋ مقیم مدینہ منورہ تشریف لائے فرمایا اور تم تینوں اپنا پاسپورٹ مجھے دو میں آپ کا حج ویزہ لگوالاتا ہوں چنانچہ فی فرد ۵۲۴ ریال لے کر جوازات سے حج کا ویزہ پاسپورٹ پر لگوالائے ہم نے اس عظیم کرم نوازی کا خداوند تعالیٰ کے حضور شکر ادا کیا جس نے اپنی کرم فرمائی سے حج بیت اللہ کے مناسک آزادانہ طریقے پر قانوناً توفیق بخشی حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ' شیخ الحدیث خیر المدارس کے صائب مشورہ کو کرامت پر محمول کیا۔

اکابرِ دیوبند کیا تھے...........؟

◊◊◊◊◊◊◊◊ **تحریر: مولانا منیر احمد اختر صاحب (جہانیاں منڈی)** ◊◊◊◊◊◊

آج جبکہ ملک عزیز میں واسلام دشمنوں کی گہری سازشوں کی وجہ سے فتنوں کی گرم بازاری ہے۔ عیسائی مشنری، قادیانی گروہ اور پرویزی ٹولہ کے علاوہ ادیانِ باطلہ کے لیڈر مسلمانوں کے متاع ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہیں۔ پاکستان میں بعض شر پسند بے علم پیشہ ور واعظین و مصنفین علماءِ حق کے خلاف آئے دن نت نئے انداز میں زہر اگل رہے اور پر امن معاشرے کی فضا کو زہر آلود کر رہے ہیں۔ اشتعال انگیز تقریریں و تحریریں اور اخلاق سے گرے ہوئے حربے مسلسل استعمال کئے جا رہے ہیں، اسلام اور ملک کے دشمن اسلام کو ختم کرنے کے لئے لگا تار مصروف عمل ہیں اور جس فتنہ کے فروغ سے صرف فتنہ ہائے باطل کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ خدا کرے کوئی ایسا خوف خدا والا مرد قلندر میدان میں آئے جو علماءِ حق اور علماءِ سوء کی نشاندہی کر کے ملت اسلامیہ پر احسان کرے۔

حضرات علماءِ دیوبند ♦ دوسرے اکابر ملت کی نظر میں

(۱) حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی ﷫ اور اکابرِ دیوبند:

حضرت پیر صاحب کا جو رتبہ علماء و مشائخ ملک میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں آپ بیک وقت عظیم پیر طریقت بھی تھے اور جید عالم و فاضل بھی، حضرات علماءِ دیوبند سے آپؒ کے عمدہ مراسم تھے (ایک تنازعہ جس نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی) چنانچہ ایک دفعہ موضع سالار گاہ میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہادر دین امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خاں صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی۔ اور دونوں طرف کے علماء مقررہ دن میں موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے پہلے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز پیش کی۔ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے وہاں پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ اشرف خاں کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت اسماعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبٹھوی اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو

کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہٗ) کو یہ بات ناگوار گذری فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔ اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی یہ تحریر آج بھی مولانا بہادر دین صاحب کے پاس موضع سالار گاہ میں موجود ہے۔

بحوالہ شمشیر برفتنہ پنج پیر ص ۵۰ تا ۵۱ مولفہ مولینا غریب اللہ صاحب ناظم دارالعلوم مجددیہ موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان۔ ناشر مجددیہ مانکی ضلع مردان۔

شاہ اسماعیل شہید ؒ کو ماجور و مثاب جانتا ہوں:

(سید پیر مہر علی شاہ دربار گولڑہ شریف)

رسالہ عجالہ بر دو سالہ میں مولانا اسماعیل شہیدؒ اور مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کے درمیان مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر کے اختلاف پر لکھتے ہیں:

اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے۔ نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فرقتین اعنی اسماعیلیہ و خیر آبادیہ میں سے شکر اللہ سلیم راقم السطور دونوں کو ماجر و و مثاب جانتا ہے **فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء ما نوی.** (رسالہ عجالہ برور سالہ طبع دوم ص ۷۔ بحوالہ ضرب شمشیر ص ۵۱)

قطب الاقطاب سید رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ و برد مضجعہ، اور سرکار گولڑہ حضرت پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ایک فتویٰ حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی زندگی میں اپنی کتاب فتوحات حمدیہ مطبوعہ ملتان بار سوم ص ۶۱ میں درج کیا ہے اور اس پر جلی قلم سے بعنوان نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہ خود تحریر فرمایا ہے یہ تو زندگی کا واقعہ ہے اور مولانا گنگوہی کی وفات کے بعد اپنی کتاب التبیان والحماسہ فی جواب البیان والاغاشہ کے دیباچہ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم و مغفور۔ گویا زندگی میں مولانا گنگوہی کے لئے عموم فیضان کی دعا عم فیضہ لکھ کر اور بعد وفات آپ کے لئے مرحوم و مغفور کے الفاظ لکھے۔ مزید ملاحظہ ہو۔

''حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت حق تعالیٰ کی صفتِ علم کے مظہر اتم تھے۔ سبحان اللہ''

اصل حوالہ ملاحظہ ہو:

کسی شخص نے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف نور اللہ مرقدہٗ سے دریافت کیا آپ مولوی قاسم

صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟

حضرت پیر صاحب نے جواباً پوچھا کہ تم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟ سائل نے عرض کیا کہ جی ہاں! انہی کے متعلق۔

تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا۔ وہ یعنی مولانا نانوتوی حضرت حق تعالیٰ کی صفتِ علم کے مظہر اتم تھے۔ (رسالہ اسوہ اکابر ص ۲۷ مولانا محمد سعید صاحب خطیب جامع مسجد مری۔ منقول۔ ضرب شمشیر ص ۵۲)

ان حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس کھل کر قارئین حضرات کے سامنے آ گئی کہ فریق مخالف کے جید اور مسلمہ مشائخ حضرات علماء دیوبند کے بارے نہ رف حسین جذبات رکھتے تھے بلکہ اکابر یعنی دیوبند کے علمی مقام کو قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے ان مشائخ کی زبان ہر وقت ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات سے مشائخ عظام اور مسلمہ پیرانی عظام سجادہ نشین حضرات اتفاق نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی ان کے فتاویٰ جات کو اہمیت دیتے تھے علماء دیوبند کے خلاف کوئی بات بھی سننا گوارہ نہ کرتے تھے۔

آج میں دعوت فکر دیتا ہوں اُن اپنے نادانوں کو جو ہر اسٹیج پر پڑھتے ہوئے تھکنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ کتھے مہر علی۔ کتھے تیری ثناء۔ وہ حضرت پیر صاحب کے عقائد ونظریات ’’گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں‘‘ کا احترام کرتے ہوئے ہر اسٹیج پر حسام الحرمین نامی کتاب کا رد کرنا اپنا مذہبی واختلافی فرض سمجھیں شکریہ۔

بڑوں کی باتیں، انمول ہیرے

تحریر: مولانا مفتی شفیق الدین الصلاح صاحب (تیمر گرہ دیر)

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال ؒ نے کیا خوب کہا ہے:

بات جو دل سے نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے۔ پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

زمانہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی باتیں دل سے نکلتی ہیں اور دوسروں کے قلوب میں سرایت کر جاتی ہیں جن کی باتیں، جذبات اور اشارے ہی لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں جن کے اقوال میں اسلاف کی باتوں کا رنگ اور امتِ مسلمہ کے مظلوم اور ضعفاء کا غم ہوتا ہے جن کے اعمال و مشاغل انسانیت کے لئے درسِ عبرت ہوتے ہیں ایسی ہستیوں کی زندگی قابلِ رشک اور قابلِ نمونہ ہوتی ہے۔

ان صفات کے حاملین میں سے ایک زندۂ جاوید ہستی ہمارے ''محترم حاجی عبدالوہاب صاحب زید مجدہم'' بھی ہیں جو بڑے قوی النسبت، صاحبِ کمالات و کرامات ہیں آپ کی ذات بابرکات امت مسلمہ کے لئے باعثِ اجر و برکت ہے، آپ کا وجود امتِ محمدیہ کے لئے باعثِ فرحت و سرور ہے، آپ کا نظریہ، فکر اور لب و لہجہ اسلاف کے مماثل و مشابہ ہے، آپ کا کلام اور بیان انسانیت کے لئے بے چینی کی خبر دیتا ہے اور ان پر جان نچھاور کرنے کی دلیل بنتا ہے۔ بے شمار صفات کے ساتھ آپ کے بیان میں آدمی کی ایسی کیفیت بنتی ہے جو اکثر و بیشتر تا دمِ حیات باقی رہتی ہے۔ آپ کے مذاکروں اور تعلیمی مجلسوں میں سامعین کو وہ فائدہ ہوتا ہے جو احاطۂ کتابت سے باہر ہے، بشرطیکہ آپ کی آواز سامعین کو سمجھ میں آ جائے کاش! حضرت علیل نہ ہوتے اور آپ کی آواز صاف ہوتی آپ کی باتیں سادہ لیکن حقیقی اور ہر صاحبِ عقل کے لئے مشعلِ راہ بننے کے لائق ہوتی ہیں۔ چنانچہ مدرسہ عربیہ رائیونڈ میں زمانہ طالبعلمی ہی سے حضرت کے بیانات قلمبند کرنے کا شوق رہا، تا کہ بار بار دیکھنے سے آپ کی باتیں دل میں اتر سکیں۔ حضرت محترم اگرچہ بیان لکھنے سے منع بھی کرتے اور کبھی ڈانٹتے بھی تھے لیکن جب حضرت کے پاس اپنے بڑوں کے ملفوظات کی ایک چھوٹی سی ڈائری دیکھی تو تب سے اشتہاء اور بڑھ گیا اور پھر لکھتا ہی گیا اب ان ملفوظات کے بحر ذخائر میں چند ملفوظات قارئین کے استفادے کے لئے زیبِ قرطاس کئے جا رہے ہیں تا کہ تمام قارئین اس کو حرزِ جان بنا کر عملی زندگی میں نافذ کر لیں۔

ملفوظات ولی کامل، عارف باللہ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب زید مجدہم:

فرمایا: انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک سفلی اور ایک علوی۔ سفلی چیز جسم ہے اور علوی چیز روح ہے اور جسم مظروف ہے اس روح کے، لئے جسم روح کے سہارے قائم ہے اور اصل روح ہے جسم کے تقاضے

مشاہد ہیں کیونکہ جسم مشاہد ہے اور روح غیر مشاہد ہے تو اس کے تقاضے تو ہیں لیکن وہ غیر مشاہد ہیں اور روح کے تقاضے اچھے اعمال ہیں۔

فرمایا: جسم کے تقاضوں کا نام نفس ہے۔

فرمایا: اس تبلیغ کا اصول ہے کہ جو جان لگاتا ہے تو اس کا مال لیا جاتا ہے۔

فرمایا: انسان قیمتی ہے اور دنیا بے قیمت ہے لہٰذا انسان کی قیمت، بے قیمت دنیا سے نہ ہوگی انسان کی قیمت تو ایمانِ واعمال سے ہے جو اللہ نے رسول ﷺ کے واسطے انسانیت کے لئے تجویز کئے ہیں قرآن محمد ﷺ تھے اور محمد ﷺ قرآن تھے۔فرمایا: چار اعمال سے نماز بنتی ہے (۱) کلمہ والا یقین۔(۲) اللہ والا دھیان (۳) اللہ کی رضا کا جذبہ۔(۴) فضائل کا استحضار۔

فرمایا: یقین وعمل ایسا بنانا کہ اللہ تعالیٰ بغیر صورتوں کے چمکا تا رہے اور دعائیں قبول ہوتی رہیں۔

فرمایا: مغالطہ یہ ہے کہ دعوت تو مدعو کے لئے ہے اور مدعو کو دعوت پہنچ گئی اب اس کی ضرورت نہیں حالانکہ دعوت داعی کے لئے ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے دل میں یقین اتر تا جائے گا۔

فرمایا: فائدہ کسی سے لینا نہیں، ہاں فائدہ ہر ایک کو پہنچانا ہے، اگر غیر مسلم مظلوم ہے اور مسلمان اس کے بارے میں اللہ کا حکم توڑ رہا ہے تو غیر مسلم کی مدد کی جائے جان سے بھی اور مال سے بھی اور اگر کوئی ہمارے حقوق توڑ دے تو اُن سے مطالبہ نہیں کرنا۔

فرمایا: یقین کے زور میں آ کر اخلاص کو نہ کھو بیٹھو، اور اخلاص کے زور میں آ کر یقین کو نہ کھو بیٹھو۔

فرمایا: اگر محنت صحیح نہ ہوگی تو دین زندہ نہ ہوگا اگر چہ ان کے پاس اسلامی بادشاہت کیوں نہ ہو اور اگر محنت صحیح ہو جائے تو ایک پیسہ خرچ کرنے پر اسلام چمکے گا اور دنیا اس کے سامنے جھکے گی۔

فرمایا: ایک سفیر نے کہا کہ پہلے ان مسلمانوں کے دل سے بیت اللہ کی عظمت نکال دیں گے اور پھر ان پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں گے۔

فرمایا: اللہ کی ذات یقین میں آتی ہے عقل میں نہیں، اور جیسے اللہ کی ذات کی کوئی حد نہیں اس یقین کی بھی کوئی حد نہیں۔

فرمایا: راہِ راست پر پڑ جانے سے تھوڑا سا مجاہدہ ہوگا، لیکن جمنے سے چمکے گا۔

فرمایا: کہ خدا کی زمین سے جوڑ نہ بٹھاؤ، خدا کی زمین تو خدا سے جوڑ قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

فرمایا: جب اللہ سے ہونے کو بار بار بولیں گے تو اعمال میں جاذبیت اور قبولیت پیدا ہوگی۔ یقین کو دل میں اتارنے کے لئے بولنا بھی ہے سننا بھی ہے، دیکھنا بھی ہے، سوچنا بھی ہے اور اس کو لے کر پھرنا بھی ہے تب جا کر یقین اترے گا، حضرت مولانا محمد یوسف ؒ فرماتے تھے کہ جب کوئی کہے کہ اللہ سنتا ہے تو کہو حق ہے، اس سے دل میں ایمان کی لہریں دوڑیں گی۔

فرمایا: ایک ہے پڑھ کر معلوم کر لینا تو اس سے دل میں یقین نہیں اترے گا دل میں اتارنے کے لئے یہ پانچ مشقیں کرنی ہوں گی کہ بولنے سے جذبہ بنے گا، جذبہ سے خیالات بنیں گے، خیالات اعمال پر ابھاریں گے اور اعمال پر مداومت یہ عادت ہوا کرتی ہے جو کہ بنیاد ہے۔

واقعہ: (عشاء کے بعد آئے، اور کافی دیر تک بیان فرماتے رہے، اعلان کرنے والے نے کان میں عرض کیا حضرت صبح بھی آپ کا بیان ہے) جس پر فرمایا: مٹھائی جتنی کھاویں گے مٹھاس آتی رہے گی اسی طرح ذکر کرتے ہوئے بھی مٹھاس آتی ہے۔

فرمایا: کہ اپنی ذات کی تبدیلی کائنات کی تبدیلی ہے جب حقوق کی ادائیگی آجاتی ہے تو خواہشات بھی دین بن جاتی ہیں۔

فرمایا: اگر دین کی فکر کرتے رہو، اور تسلسل ومواظبت کے ساتھ استغفار کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ اس دین کو وجود عطا فرمائیں گے۔

فرمایا: جب اللہ کے ساتھ اجتماعی معیت ہوگی تو اجتماعی مسائل حل ہوں گے اور انفرادی معیت پر انفرادی۔

فرمایا: ایک تو یہ محنت ہے کہ اپنی ذات میں صفات پیدا کرے اور اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ دوسروں میں اچھی صفات پیدا کرنے کی محنت کی جائے۔

فرمایا: اللہ کی راضی کرنے والی محنت پر سات پشتوں تک رزق ملتا رہے گا۔

فرمایا: کلمہ کا مطلب صرف زبان سے بولنے کا نام نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام دنیوی محنتوں کی نفی کی جائے ہمارے کلمہ میں جان نہیں، ورنہ یہ کلمہ ساری زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجی ہے اس کے سامنے سب کے سر جھکتے ہیں۔

فرمایا: جب تک اس نماز کو نہ سیکھو گے تو اللہ کی طرف سے رکاوٹ ہوگی، نماز کی مشق پر تین چار گھنٹے مشق کرے دو چار سال میں نماز آجائے گی ساری آرزوئیں پوری ہونا صرف نماز میں ہے۔

فرمایا: ہمارے اوپر سارے عالم کا فیصلہ ہے، یہ ہماری نیت کی کمی کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہے ہمارا ہر عمل سارے عالم کے لئے ہدایت کے دروازے کھولنے والا ہے جو بھی عمل کرو گے اس کا اثر سارے عالم پر پڑے گا۔

فرمایا: ایک دوسرے کی برائی بیان نہ کریں غیبت نہ کریں، اب سارے عالم کے لئے اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کرالو۔ کہ اے اللہ! آپ نے ہم کو بھیجا تھا، حضور ﷺ کی فرمانبرداری کے لئے یا اللہ ہم سے نہ ہو سکا جو مرے ان کو بھی معاف فرما اور جو زندہ ہیں ان کو بھی معاف فرما۔

فرمایا: کامیابی اور حالات کی درستگی اللہ نے دین میں رکھی رہے اور دین موقوف ہے محنت پر جب

حضور ﷺ والی محنت کو کرنے والے بنیں گے تو باطل میں زلزلہ آئے گا، کہ جنات حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے آسمانوں پر جاتے اور کاہنوں کی خبر لاتے، لیکن حضور ﷺ کی محنت کے شروع ہونے سے وہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

فرمایا: آج ہماری محنت میں قربانی نہیں، بلکہ اپنی ترتیب پر ہے اس لئے ظاہری مدد نظر نہیں آ رہی کہ سہ روزہ میں ایک آدھ چھٹی کا آ گیا، محنت تو وہ ہے کہ جس سے شیطان کی ساری طاقتیں ختم ہو جائیں محنت میں کمال اس وقت پیدا ہوگا کہ ہر حال میں نکلا جائے۔ محنت میں شیطان کی محنت ہوتی ہے کہ خراب ہو جائے اس لئے اپنی محنت پر تہمتیں لگاتے رہو اور عمومی گشتوں میں شرکت کرتے رہا کرو۔ (مولانا الیاسؒ)

فرمایا: جتنا چیزوں کا چکر بڑھتا ہے تو ذلتیں اور مصیبتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور جتنے اعمال خراب ہوتے ہیں تو اتنی ہی روح سیاہ ہو جاتی ہے۔

فرمایا: تین چلے تو قربانی کی پہلی سیڑھی ہے قربانی کے بعد قربانی کا مطالبہ ہے جب پریشانی آ جائے تو قربانی آگے بڑھائے، ایک کام ہے اور ایک کام والے کی قربانی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ کام سے دین پورا ہو جائے گا، نہیں قربانی سے دین زندہ ہوگا۔

فرمایا: اپنے آپ کو گرانا اور دوسروں کو اسلام کی وجہ سے اٹھانا یہ صحیح نیت ہے۔

فرمایا: دعا کی قبولیت کی شرائط میں سے ہے کہ اپنی حاجات کو غیر اللہ کے سامنے نہ رکھنا جتنا آدمی اشراف اور سوال میں مبتلا ہوگا تو اس کی دعاؤں میں اتنی ہی کمزوری آتی جائے گی کہ اس نے دعا کو ذبح کر ڈالا۔

فرمایا: ہماری محنت تو محنت والوں کو حضور ﷺ والی محنت پر لانے کی محنت ہے۔

فرمایا: دل سے دعا مانگیں تو ہماری محنت کا اثر ساری دنیا پر پڑے گا جتنا ہمیں احساس ہوگا اس کے بقدر اللہ تعالیٰ ہماری تربیت فرمائے گا۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ نے فرمایا تھا کہ جب یقین ملک و مال پر ہوگا تو وہاں زلزلہ اور سیلاب آئے گا۔

فرمایا: رو رو کر اللہ سے مانگیں کہ اللہ ہم کو آخیر تک حضور والے اس کام میں لگائے رکھے اور پھر اگر اس پر مرے تو کل قیامت میں حضور ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے۔

فرمایا: اگر ہم حضور والی باطنی اتباع کی نیت کریں گے تو اللہ تربیت بھی فرماویں گے۔

فرمایا: کہ ہم صرف اجتماع کے لئے نہیں آئے ہیں ہم تو یہاں بدلنے کے لئے آئے ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس نظام کے تغیر کو انسان کی ذات میں چھپا رکھا ہے اگر انسان صحیح چلتا ہے تو یہ نظام بھی درست چلے گا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کا سایہ ہمارے اوپر تادیر قائم رہے اور ان سے مستفید ہونے کی توفیق ملتی رہے۔

بے وفائی کی دس باتیں

مرسلہ: مولوی محمد سہیل صدیق ننکانوی صاحب

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث ،فقیہ،صاحب کشف وکرامت اور نہایت جری و بہادر بزرگ تھے،آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ کہ آپ نے فرمایا: **عشرة اشیاء من الجفاء** ، دس باتیں بے وفائی کی ہیں۔

- کوئی مرد یا عورت اپنے لیے تو دعا کرے لیکن اپنے والدین اور تمام مؤمنین کے لیے دعا نہ کرے۔
- کوئی شخص قرآن پڑھے لیکن ہر روز سو(۱۰۰) آیتیں نہ پڑھے۔
- کوئی شخص مسجد میں جائے اور دو رکعتیں پڑھے بغیر واپس آجائے۔
- کوئی شخص قبرستان سے گزرے لیکن قبر والوں کو نہ سلام کرے اور نہ ہی ان کے لیے دعا کرے۔
- کوئی شخص جمعہ کے دن دیہات سے شہر جائے اور وہاں سے جمعہ پڑھے بغیر واپس چلا جائے۔
- کسی محلّہ میں کوئی عالم دین آئے اور اس کے پاس کوئی بھی دین سیکھنے نہ جائے۔
- دو شخص ایک دوسرے کے رفیق تو بنیں لیکن ایک دوسرے سے نام نہ پوچھیں۔
- کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور وہ اس کی دعوت میں نہ آئے۔
- کوئی شخص فراغت کے باوجود اپنی جوانی ضائع کردے اور علم وادب نہ سیکھے۔
- ایک شخص خود تو پیٹ بھر کے کھالے لیکن اپنے بھوکے ہمسائے کو کچھ بھی نہ کھلائے۔

(بحوالہ جواہر پارے)

اشتہار القاسم ماہنامہ

یاد رفتگان

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب ؒ

تحریر: مولانا مفتی رشید احمد حقانی صاحب (کوئٹہ)

۱۹۳۰ء تا ۲۰۱۵ء

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئ عندہ باجل مسمّٰی

ازعدم تا ایں دم رب لم یزل نے بہت سے نامور اور رجال کار ہستیوں کو دنیا میں مبعوث فرمایا جن کے مطہر نفوس سے اللہ رب العزت اپنے دین مبین کی بقا کی خدمت لیتے رہے۔ اور اس فانی دنیا کی آخری صبح تک لیتے رہیں گے، جس طرح ایامِ ماضی میں چند علماء، صلحاء، فقہاء، محدثین، مفسرین، مصنفین، مجاہدین نے شب و روز کی انتھک جدوجہد کرنے کے بعد اور حالات کے نشیب و فراز سے مقابلہ کرنے کے بعد اس شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شعبہ میں زندہ رکھا اور دین مبین کو تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچایا، اس تسلسل کی ایک کڑی حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدنی ؒ بھی تھے۔ مولانا موصوف ایسی شخصیت کے مالک تھے جو بیک وقت مفسر، محدث، مصنف، مجاہد اور مبلغ تھے۔

حضرت شیخ ڈاکٹر صاحب ؒ کا تعلق تو بہت وسیع تھا، ہر طبقے کے لوگ حضرت ؒ کے ساتھ کافی محبت رکھتے تھے ادھر بلوچستان میں میرے مرحوم چچا شیخ الحدیث مولانا نور محمد اور شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی حضرت ڈاکٹر ؒ کے خاص متعلقین میں سے تھے۔ بندہ کے چچا مرحوم شیخ الحدیث مولانا نور محمد ؒ کی وفات کے بعد ان کے تعزیتی جلسے کے مہمان خصوصی حضرت ڈاکٹر ؒ تھے۔ جب حضرتؒ اسٹیج پر نمودار ہوئے تو جلسے کے سامعین سے کہا کہ مجھے ڈاکٹروں نے جلسوں اور اسفار سے منع کیا ہے کیونکہ میں سخت بیمار ہوں لیکن حضرت مولانا نور محمدؒ کی مقناطیسی طاقت مجھے کھینچ کر یہاں لائی۔ اور ان دونوں شیوخ نے حضرت ڈاکٹرؒ کے ساتھ کئی اسفار کئے ہیں خصوصاً جب ڈاکٹر صاحب افغانستان کے طرف تحریک طالبان اسلامی افغانستان کے دور میں جاتے تھے تو یہ دونوں شیوخ ساتھ ہوتے اس دوران امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی ایک دفعہ کا ذکر ہے جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ نے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سے کہا کہ آپ دورہ تفسیر افغانستان میں طلباء کو پڑھایئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس دعوت کو بخوشی قبول کیا شعبان المعظم کے ابتداء میں افغانستان کے صوبہ قندھار میں دورہ تفسیر شروع کیا۔ جب دورہ تفسیر شروع ہوا اس وقت محاذ جنگ صوبہ طالقان تھا۔ وہاں سے طلباء دورہ تفسیر کے لئے سنگر اور مورچے چھوڑ کر حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کے پاس آئے۔ دورہ تفسیر پڑھنے کے لئے ظاہر ہے کہ اکثر طلباء جب

صوبہ قندھار آ گئے، مورچہ اور محاذ جنگ میں طلباء کم ہوئے تو حضرت ڈاکٹر ؒ نے محسوس کر کے امیر المؤمنین سے کہا کہ کیا خیال ہے طالقان جو کہ محاذ جنگ ہے، دورہ تفسیر وہاں نہ پڑھالیں، امیر المؤمنین ؒ تو پہلے سے تیار تھے آخر کار حضرت ڈاکٹر ؒ نے بہادری کے ساتھ محاذ جنگ میں 3000 سے زائد طلباء کو دورہ تفسیر پڑھانا شروع کیا۔ یہ واقعہ بندہ نے خود دو تین بار حضرت ڈاکٹر ؒ سے براہِ راست سنا ہے۔

آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو گلشن تیری یادوں کا مہکتا رہے گا
زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے
ہم بے چاروں کو تڑپتا چھوڑ کر سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱ر شعبان ۱۹۳۰ء بمقام اکوڑہ خٹک میں حضرت مولانا سید قدرت شاہ صاحب کے گھر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والد بزرگوار نے بذات خود فرمائی اور اپنے آغوش شفقت میں ابتدائی کتب پڑھانے کے بعد آپ کو علمی ماحول میں تحصیل علوم کی خاطر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے قائم کردہ مدرسہ انجمن تعلیم القرآن میں داخل کروایا جہاں آپ نے مولانا قاضی حبیب الرحمٰنؒ فاضل دیوبند سے نحو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ہدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی۔ مولانا سید بادشاہ گل صاحبؒ بانی جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک سے بدیع المیزان، اور ترکیب کافیہ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے تحریر سنبٹ پڑھی۔

تکمیل دراسات:

مولانا موصوف نے تمام علوم میں کمال مہارت حاصل کر کے ۱۳۶۶ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے کی۔ جہاں آپ نے صحیح بخاری، جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے اور باقی کتب حضرت مولانا عبدالغفورؒ سواتی سے پڑھیں۔ علمی ذوق اور تحصیل علوم کی خاطر آپ جامعہ اشرفیہ لاہور بھی گئے۔ جہاں آپ صاحب نے بخاری شریف کی ''کتاب الایمان، کتاب العلم اور سنن ترمذی کی ''کتاب الطہارۃ'' شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی ؒ سے اور سنن ابی داؤد کا کچھ حصہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب ؒ بانی جامعہ اشرفیہ سے پڑھا۔ یہی آپ کے علمی ذوق کی دلیل ہے کہ آپ نے مختلف علاقوں کے مشائخ سے استفادہ کر کے تمام متعارفہ علوم وفنون میں خوب کمال مہارت حاصل کی۔ آپ کے یہ اوصاف حمیدہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب جیسے صاحب بصیرت اور دور اندیش سے کیسے پس پردہ رہ سکتے تھے بلکہ طالب علمی ہی سے آپ کو شیخ کی محبت اور شفقت دامن گیر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دستار فضیلت کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں آپ کی تعیناتی حضرت شیخ ؒ نے کی اور آپ نے اپنی تدریسی سفر کا آغاز اپنے مادر علمی سے کیا۔

درس و تدریس:

فراغت کے فوراً بعد شیخ الحدیث صاحب نے آپ کی قابلیت و استعداد کو مدنظر رکھ کر آپ کو دارالعلوم حقانیہ

میں مدرس کی حیثیت سے جگہ دی۔ تقریباً ۱۸ سال تک حضرت شیخ صاحب درس دیتے رہے۔ پھر اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں ۱۳۹۶ھ میں عالیہ اور ۱۴۰۳ھ میں عالمیہ کی سند حاصل کی اور اس کے بعد ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء میں الدکتور میں پی ایچ ڈی کی سند اول پوزیشن کے ساتھ حاصل کی اور مدینہ منورہ میں ۱۶ سال تک رہے آپ نے حرمین شریفین میں طویل قیام کے دوران وہاں کے مشائخ سے استفادہ کے ساتھ ساتھ پاک و ہند کے اکابر و اسلاف کی خدمت کا موقع غنیمت سمجھ کر مقدس اور تاریخی مقامات میں ان کی رہنمائی کی، اکابر کی دعاؤں اور اپنے محبت کی وجہ سے آپ کو مسجد نبوی شریف میں درس قرآن کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد آپ مدینہ یونیورسٹی کے توسل سے دارالعلوم کراچی، احسن العلوم کراچی، منبع العلوم میران شاہ میں بھی مدرس رہے۔ ۱۳۹۶ھ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم پر فالج کا حملہ ہوا اور پڑھانے سے عاجز ہو گئے تو اس دوران حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے آپ سے دارالعلوم آنے کی درخواست کی تو حضرت شیخ صاحب نے ان کو منظور کر لیا اور جامعہ میں تاحیات درس بخاری و ترمذی کے ساتھ تخصص فی الحدیث کی جملہ کتب بھی پڑھاتے تھے۔

آپ کا تدریسی اسلوب:

آپ کا تدریسی اسلوب عام اور آسان تھا، نہایت مشکل سبق کو نہایت آسان، مغلق عبارات اور الجھے مسائل کو سہل بنا دیتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ کے مصائب کا تذکرہ آتا تو آواز رک جاتی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی قطار اور چہرے پر غم کے آثار نمایاں ہوتے یہ شیخ ابوطاہر الکردی کی صفت تھی۔ جب رقاق کی حدیثیں پڑھتے تو آنکھوں سے آنسو آتے تھے۔ طلباء کی تشنیط الاذہان کے لئے کبھی کبھی مزاحی واقعات بیان کرتے رہتے تھے جس سے طلباء خوش ہو کر دوبارہ اسباق میں پورے ذوق کے ساتھ مصروف ہو جاتے تھے۔

آپ کے اساتذہ کرام:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ، مولانا بادشاہ گل صاحبؒ، مولانا قاضی حبیب الرحمٰن صاحبؒ، مولانا محمد حسن صاحبؒ، حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحبؒ، الشیخ عبدالکریم آپیارہ الکردیؒ مدرس مدرسہ قادریہ بغداد، مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، الشیخ عبدالمحسن العباد نائب رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، الشیخ عبدالمحسن العباد نائب رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، الشیخ ابوبکر، الشیخ عبدالقادر، الشیخ عمر فلاتہ مدرسین بالمسجد النبوی الشریف، مولانا عبدالغنی جلالیہ (اٹک) غالباً حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کہتے تھے کہ میں نے دورہ تفسیر مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے بھی پڑھا ہے۔

مشہور قابل قدر تلامذہ:

قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالیہ امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان، مولانا قاضی حمید اللہ خان صاحب مہتمم انوار العلوم و مظاہر العلوم گوجرانوالہ، مفتی سیف اللہ حقانی رئیس دارالافتاء جامعہ

حقانیہ، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی، مفتی غلام قادر نعمانی رئیس شعبہ تخصص جامعہ حقانیہ، مفتی غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور، وغیرہ۔

تصانیف:

مکانۃ اللحیۃ فی الاسلام، تفسیر سورۂ کہف، تفسیر حسن بصریؒ پانچ جلدوں میں، زبدۃ القرآن، زاد المنتہی۔

بعض واقعات حضرت ڈاکٹر رحمہ اللہ کے:

ایک دفعہ حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کہتے تھے کہ میں نوجوان تھا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب ؒ کے ہاتھ پاؤں دبا رہا تھا، شاہ جی ؒ کہتے زور لگاؤ تا کہ پتہ چلے، شاہ جی ؒ جسم میں مضبوط اور قوی تھے اور جب حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب ؒ کی باری آتی تو فرماتے کہ آہستہ دباؤ تا کہ کہیں جھٹکا نہ لگے، قاری صاحب ؒ جسم میں کمزور تھے۔

جو ابوحنیفہ وقت تھا جو کبھی بخاری عصر تھا　　جو جنید و شبلی دہر تھا یہ اسی کی خاک مزار ہے۔

ہر شاگرد کے ساتھ گہرا تعلق قائم رکھتے تھے، خصوصاً بندہ کے ساتھ اپنے مرحوم چچا مولانا نور محمد ؒ کی وجہ سے زیادہ شفقت کرتے تھے جب مولانا نور محمدؒ کے تعزیتی جلسے میں آئے تھے تو حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ نمونہ اسلاف شیخ الحدیث مولانا فضل محمد یوسفزئی صاحب بنوری ٹاؤن کراچی والے بھی ہمارے مہمان خاص تھے ڈاکٹر صاحب نے مولانا یوسفزئی صاحب کو کہا یہ مولانا رشید احمد حقانی ہمارے خصوصی شاگرد ہیں۔ اور حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی شہیدؒ کے ساتھ کافی گہرا تعلق تھا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مدنیؒ پر عربی میں خوبصورت قصیدہ بنایا تھا۔ جب کبھی کوئی طالب علم حضرت ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر وہ قصیدہ پڑھتا تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بہت روتے کہ آنسو خشک نہ ہوتے۔ میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی کس عادت وقول و فعل پر بات کروں میری زبان قاصر ہے ان الفاظ سے جو حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کی شان میں مناسب ہو۔

وفات:

بالآخر دین اسلام کا یہ عظیم سپوت عارضہ قلب کی وجہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ را کتوبر ۲۰۱۵ء۔ ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے اصلی گھر اور اپنے محبوب اکابر و اساتذہ کو جنت میں جا ملے۔

نماز جنازہ:

آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد امجد مدنی کی اقتداء میں لاکھوں متوسلین نے نماز جنازہ ادا کی جو کراچی اور کوئٹہ کے علاوہ افغانستان کے دور دراز علاقوں سے لوگوں کی بڑی تعداد ۳۱ را کتوبر کی صبح جنازے میں شرکت کے لئے پہنچ چکی تھی۔ اسی رات کو حضرت ڈاکٹر صاحب کی قبر سے عجیب قسم کی خوشبو آنا شروع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان اور خصوصاً حضرت ڈاکٹر صاحب کے فرزندان مولانا مفتی محمد امجد مدنی اور مولانا محمد ارشد مدنی اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور جامعہ کے اساتذہ کو اور تمام شاگردوں اور متوسلین کو اور دیگر اقرباء کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائیں۔ آمین۔

اب کے بہار آئی مگر رنگ و بو نہیں!!

از: حضرت مولانا مطیع اللہ صاحب (خیر المدارس)

ویسے تو اس جہانِ ہست و بود میں جو بھی آتا ہے جانے کے لئے ہی آتا ہے کسی کی آمد و رحلت پر میخانۂ عالم کا نظام درہم برہم تو نہیں ہوتا لیکن شریف النفس، متشرع و متشکر اور باصلاحت انسان کے جسد خاکی کے اوجھل ہونے کی وجہ سے اس سے تعلق رکھنے والوں کی ہستی بستی، رواں دواں زندگی بے مزہ ہو جاتی ہے اور ایسے باوقار اور عظیم انسان کی جدائی پر جام و پیمانہ صدیوں افسوس زدہ رہتے ہیں۔امسال ہی گلستان دین متین کی چند متبحر اور دلآویز شخصیات اپنے لاتعداد محبین اور عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ گئی ہیں جن کی حسین یادوں سے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ، خطیب اسلام مولانا عبد المجید ندیم شاہؒ اور مولانا عبد البر قاسمؒ راہی دار البقاء ہوئے۔لیکن تازہ صدمہ مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام پاکستان، یادگار اسلاف، ولی کامل، عالم باعمل حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ کی رحلت کا ہے جو گیارہ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ان کے جانے سے ایک زبردست خلا پیدا ہو گیا، حضرت رحمہ اللہ متبع شریعت سید المرسلین، محبّ اصحاب ⌧ شفیع المذنبین ♏ اور اپنے اکابرؒ کی روایات کے امین تھے۔حضرت اپنے اکابرؒ کے تذکرہ کو اکسیر سعادت سمجھتے تھے جب ان کی مجلس میں کوئی بیٹھ جاتا تو اس کے ساتھ بڑے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور اس کا اکرام فرماتے اور اس کو اپنے اکابر کے حالات و واقعات اور ان کی سیرت اور مثالی زندگیوں کے بارے میں آگاہ فرماتے اور اس گفتگو میں ایسے محو ہو جاتے کہ وقت کے گزرنے کا احساس بھی نہ ہوتا اور بھکر کے امن کی کنجی حضرتؒ کے پاس تھی جب بھی کوئی ایسا ناگوار معاملہ پیش آ جاتا جس کے دامن میں ڈھیروں فتنے مخفی ہوتے تو حضرتؒ فی الفور اُس معاملہ کو اپنی حکمت و بصیرت کے ساتھ مخفی فتنوں کی مسموم ہواؤں سے نکال دیتے۔

یہ حقیقت بھی آشکارا ہے کہ حضرتؒ نے عالمگیر دین کی حفاظت و سربلندی کے لئے شب و روز تگ و دو کی جو نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور انہوں نے تاویلات، بدعات، عجمی اثرات اور مشرکانہ اعمال و رسوم پر کاری ضرب لگائی۔مادیت و نفس پرستی تعیشات، الحاد و لادینیت اور عقل پرستی کا طلسم توڑا اور ان کے پاس جہالت و ضلالت کی ہر اٹھتی اور نئی ظلمت کے لئے کوئی نہ کوئی ید بیضاء موجود تھا جس سے تاریکی کے پردے کو چاک اور حق کو روشن کر دیتے تھے۔بلاشبہ حضرت رحمہ اللہ کے فیضان نظر سے بے شمار تلامذہ نے اخلاص وللّٰہیت، تقویٰ و پرہیز گاری، عجز و انکسار، جذبۂ ایثار و قربانی، علم و ادب، ذوق مطالعہ و شوق محنت اور صداقت و امانت جیسے نکھرے اور مہکتے پھولوں کو اپنے چمنستان حیات کی زینت بنایا۔بہرحال حضرت رحمہ اللہ کی گرانقدر خدمات، حسین کارناموں اور مساعی جمیلہ کی بدولت حضرت رحمہ اللہ کا نام

صدیوں تک درخشندہ ستارے کی طرح آسمان دنیا کی جبیں پر چمکتا ودمکتا رہے گا۔ نیز حضرتؒ کی باکمال زندگی کا ایک ایک پہلو تاریخ کے اوراق کی زینت بن کر نسل نو کی فلاح وکامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

حضرتؒ طلبہ عزیز کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کو ہمیشہ اپنے اکابر رحمہم اللہ کے اتباع کی نصیحت فرماتے ایک مرتبہ راقم السطور نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کی کہ میری وہ ڈائری پر بطور نصیحت کچھ لکھ دیں تو درج ذیل عبارت تحریر فرمائی:

"بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم عزیزم مولوی مطیع اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتنا انعام فرمایا کہ قرآن پاک کا حفظ باتجوید چھوٹی سی عمر میں نصیب فرمایا پھر علوم نبوت کے حصول میں لگ جانے کی توفیق بخشی۔ اب آپ کی تعلیم کا آخری سال ہے آپ دورہ حدیث پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بڑی دولت اور سعادت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ تعلیمی سال تقریباً آدھا گزر چکا ہے وہ دن بھی اب دور نہیں جس دن آپ بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھیں گے۔ آپ کے والدین، عزیزان وسب متعلقین کے لئے خوشی کا دن ہوگا۔ اللہ آپ کی ساری محنت قبول فرمائے اور علم کو نافع بنائے۔ بیٹا! علم پڑھ کر اس پر عمل کرنا اور اس کو پھیلانا آپ کی ذمہ داری ہوگی اور اپنے اکابر رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنا نہ بھولنا۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مرشدنا مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقاء علماء ربانیینؒ ہمارے اکابر ہیں یاد رکھو ان کے مسلک اور فکر کو مینارۂ نور سمجھنا، ان کی تعلیمات سے سرِ مُو بھی اِدھر اُدھر نہ ہونا، ان بزرگوں کی وراثت کی امین اور ان کے نصب العین کے لئے جدوجہد کرنے والی جماعت جمعیت علماء اسلام ہے اس جماعت کو حق پر سمجھنا اور جس قدر ممکن ہو اس کی نصرت وحمایت کرنا اپنی آخرت کے لئے اس کا ساتھ دینا شاید اللہ تعالیٰ اسی کے صدقے قیامت کے دن ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ محشور فرما دے۔ نصیحت گوش کن جانا کہ از جاں دوست تر دارند۔ جوانان سعادت مند پند پیر دانا را فقط۔ احقر ناکارہ محمد عبداللہ مہتمم جامعہ قادریہ بھکر۔ ۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۷ رفروری ۲۰۱۴ء" حضرتؒ اپنی وعظ کی مجلس اور درس کے حلقہ میں ضعیف الایمان لوگوں کو یقین کی قوت ایمان کی حرارت، اہل شک وارتیاب کو شرح صدور کی دولت، مضطرب وبے چین طبیعتوں اور مجروح قلوب کو سکون قلب کی نعمت سے بہرہ مند کر دیتے تھے۔

آپ کی مشہورِ زمانہ تصانیف یہ ہیں: (۱) حضرت حسین احمد مدنیؒ۔ (۲) بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند۔ (۳) علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب۔ اس کے بعد حدیث عربی۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ علم کو علماء کے اٹھانے کے ساتھ اٹھالیں گے۔ حضرت رحمہ اللہ نے اپنی تمام حیاتِ ثمینہ اتباع شریعت محمدیہ گزاری بالآخر رب لم یزل نے ان کو اپنی آغوش رحمت میں بلا لیا۔ حضرتؒ کے جنازہ میں ہزاروں علماء، صلحاء، اتقیاء، اولیاء، فضلاء، حفاظ اور قراء نے شرکت کی۔ عقیدت مند دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، حضرتؒ کا چہرہ پرنور تھا گویا آپؒ مسکرا رہے تھے اور ابدی ولازوال انعامات کے منتظر تھے۔

تیرے بغیر صحنِ گلستاں بھی ہے اداس　　　اب کے بہار آئی مگر رنگ و بو نہیں

نقدونظر

محمد ازہر

کُتب نُما

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام:

افادات: حضرت مولانا کریم بخش صاحب زید مجدہم

ناشر مکتبہ عمر بن الخطاب ◆ چوک سیدنا فاروق اعظم ◆ شاہ رکن عالم کالونی ملتان

سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم انسانی تاریخ کی ایسی شخصیت ہیں جن کی قیادت، سیادت، امامت، رسالت، نبوت اور عظمت تمام آسمانی مذاہب میں مسلّم ہے اور اس پر صدیوں کی شہادت ثبت ہے، حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان اپنی رائے سے تفضیل یعنی اُن کے مراتب عظمت کو متعین کرنا ممنوع ہے مگر قرآن وحدیث میں بیان فرمودہ مراتب، عظمت اور فضائل کا تذکرہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن و مندوب اور داخل عبادت ہے۔ اللہ جل شانہ کے تمام پیغمبر اولوالعزم ہیں مگر اصطلاحاً پانچ انبیاء علیہم السلام کو اولوالعزم کہا گیا ہے: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان پانچوں نبیوں میں علی الاطلاق فضیلت کلی سرورِ کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صف انبیاء میں سب سے برگزیدہ ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے، آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر میں حضرت ابراہیم ◆ کا کیا مقام تھا اس کا اندازہ مسلم شریف (ج ۲) کی ایک حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک صحابی ◆ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یا خیر البریۃ '' (اے اللہ کی ساری مخلوق سے افضل وبرتر) کہہ کر مخاطب کیا۔ بلاشبہ خیر البریۃ کا لفظ اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ امام الانبیاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ ''خیر البریۃ'' حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے اللہ جل شانہٗ کے راستہ میں انبیاء علیہم السلام کے استقلال و استقامت اور قربانیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا کریم بخش صاحب زید مجدہم (مہتمم عمر بن الخطاب ◆) کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم وتدریس کے ساتھ تذکیر وتبلیغ کی بھی بہترین صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ کے

جمعۃ المبارک اور دیگر خطبات سے مستفید ہونے کے لئے شائقین دور دور سے جامع مسجد فاروق اعظم ♦ شاہ رکن عالم کالونی ملتان پہنچتے ہیں مذکورہ بالا کتاب کا زیادہ تر حصہ آپ کے خطبات ودورس پر مشتمل ہے جو موحد اعظم سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات وواقعات کا حسین وبابرکت مجموعہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندانی حالات، صفات، اوّلیات اور معجزات کے علاوہ آپ علیہ السلام کا سفر ہجرت، بت پرستی اور کواکب پرستی کی تردید کے ایمان افروز واقعات کا بیان ہے۔ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کی مناسبت سے تاریخ وبنائے بیت اللہ، فضائل ومسائل عشرہ ذی الحجہ، فضائل ومسائل قربانی اور سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی اور جذبہ ابراہیمی کا ذکر بھی نہایت پراثر انداز میں کیا گیا ہے۔

علماء، خطباء اور واعظین کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی ان ایمان افروز حالات وواقعات کا مطالعہ ان شاء اللہ العزیز عقیدہ وعمل کی اصلاح کا ذریعہ ہوگا۔ کتاب کی اس خصوصیت کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ باطنی محاسن کے ساتھ ظاہری محاسن کا بھی مرقع ہے۔ خوبصورت ڈائی دار جلد، عمدہ کاغذ، جلی کتابت اور جاذب نظر ملوّن طباعت نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ اہل نظر شایانِ شان قدر دانی فرمائیں گے۔

صفحات ۶۱۶۔ قیمت درج نہیں۔ رابطہ: 0301-7574977

جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہیں:

افادات: حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب زید مجدہم

ملنے کا پتہ: دارالاشاعت اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔

کتاب کا مرکزی موضوع اور عنوان یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے قلوب ''جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہیں ہیں'' صوفیہ کرام کے ہاں جو شجرہ مبارکہ پڑھا جاتا ہے جس میں اپنے شیخ سے لے کر سرور کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کے اسماء گرامی ہوتے ہیں اس کتاب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک (بالترتیب) تمام حضرات کے بابرکت پُر تاثیر، اثر انگیز اور ایمان افروز حالات کا تذکرہ ہے۔ تاہم بنیادی طور پر یہ تمام واقعات حضرت مولانا محمد یوسف متالا (مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) نے اپنے مواعظ وخطبات میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ مشائخ چشت کے علاوہ سینکڑوں اولیاء اللہ، صالحین اور علماء ربانیین کے سبق آموز واقعات بھی کتاب کی زینت ہیں۔ ان اہل اللہ کے حالات میں بعض واقعات پر ممکن ہے کہ

ظاہر بین حضرات کو لب کشائی کی گنجائش ہو مگر جو حضرات مقاصد اور مبادی کے فرق کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جب انسان محبوب حقیقی کی محبت میں وارفتہ ہوتا ہے تو ایسے ایسے مجاہدات سے گزر جاتا ہے جنھیں سہل پسند طبائع ناممکن تصور کرتی ہیں۔اس کتاب کا مطالعہ صحبتِ صالحین کے قائم مقام ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر، صفحات ۵۶۰۔ قیمت درج نہیں۔ رابطہ: 021-32213768

مقالاتِ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

تالیف: ڈاکٹر حافظ سید خالد محمود ترمذی

ناشر: حسن قلمی پبلی کیشنز، جمشید پلازہ نزد شمع چوک 100 میاں فیروز پور روڈ اچھرہ لاہور۔

ڈاکٹر حافظ سید خالد محمود ترمذی سرکاری کلیات و جامعات میں عربی و اسلامیات کے استاذ رہے ہیں۔ سرکاری اداروں کے اساتذہ کے عمومی رجحان کے برعکس شریعتِ وطریقت کے پابند ہیں۔تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب ''سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حوالے سے لکھے گئے مقالات پر مشتمل ہے اس میں زیادہ تر وہ مقالات شامل ہیں جو مؤلف نے وزارات مذہبی اُمور کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی قومی سیرت کانفرنس میں پڑھے۔ ہماری موجودہ زبوں حالی کی اصل وجہ سیرت مطہرہ سے دوری ہے۔علماً بھی اور عملاً بھی۔اس طرح کی کتابیں قاری کے دل پر دستک دیتی اور علم وعمل پر ابھارتی ہیں۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ، صفحات ۲۸۸، قیمت ۵۰۰ روپے رابطہ: 0300-4717801

مشائخ احمد آباد:

تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب زید مجدہم۔

ناشر: مکتبہ الحرمین الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور۔

ہندوستان کی ریاست گجرات کے بانی سلطان مظفر خان مرحوم تھے جو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔۸۱۴ھ میں سلطان کا انتقال ہوا تو اُن کے پوتے سلطان احمد تخت نشین ہوئے۔انہی سلطان احمد نے احمد نامی تین اور بزرگوں سمیت گجرات میں دریائے سابرمتی کے قریب احمد آباد شہر کی بنیاد رکھی۔ کہتے ہیں کہ یہ چاروں حضرات ایسے تھے کہ ان سے عصر کی (غیر مؤکدہ) سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی تھیں۔ شہر میں پانچ سو عالی شان مساجد بنائی گئیں جو دور دور سے سنگ خارا لاکر اس پتھر کے ذریعے تعمیر کی گئی تھیں۔صاحب مرآۃ احمدی مرزا محمد حسن نے کتاب ہفت اقلیم کے مصنف سے نقل کیا ہے کہ احمد آباد شہر لطافت کے اعتبار سے اور آبادی کی کیفیت کے اعتبار سے دنیا بھر کے تمام شہروں پر

ترجیح رکھتا ہے عمارتوں کی نزاکت ونزاہت کے اعتبار سے دوسرے شہروں سے مستثنٰی ہے اگر یوں کہا جائے کہ عالم کے کل شہروں میں اس عظمت اور راستگی کا دوسرا شہر موجود نہیں ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

احمد آباد صدیوں تک سفینۂ علم وعمل رہا اور اس میں ہزاروں اہل علم وفضل اور مشائخ پیدا ہوئے جن کا فیض ہندوستان و بیرون ہند دور دور تک پہنچا۔ احمد آباد کی ان باکمال شخصیات جن میں صوفیہ، محدثین، مفسرین اور شعراء شامل ہیں، کے احوال کو حضرت مولانا یوسف متالا صاحب زید مجدہم نے مرتب فرمایا ہے جس میں شہر کی تأسیس سے لے کر نویں صدی ہجری تک کے بزرگوں کے حالات مذکور ہیں۔ بلاشبہ ان اہل اللہ کے حالات پڑھ کر قلب میں ایک وجدانی کیفیت اور نورانیت محسوس ہوتی ہے۔ کتاب کے شروع میں احمد آباد کی مشہور مساجد کی تصاویر آرٹ پیپر پر طبع کی گئی ہیں جن سے اس شہر کے حکام وعوام کا دینی وتعمیری ذوق عیاں ہوتا ہے۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے۔

کاغذ، کتابت، طباعت بہتر، صفحات ۴۶۱، قیمت درج نہیں۔ رابطہ: 042-37248013

ضلع جہلم کے اولیائے کاملین:

تالیف: مولانا قاری محمد اسحاق فاروقی۔ ترتیب محمد نعمان فاروق

ناشر: جامعہ صدیقیہ قادریہ، محلّہ شالی، ڈومیلی، ضلع جہلم

ضلع جہلم علم وفضل کے اعتبار سے مردم خیز علاقہ ہے جس میں مختلف اوقات میں اربابِ کمال ودانش اپنے فیوض سے مسلمانوں کو فیض یاب فرماتے رہے۔ ماضی قریب میں جن بزرگوں نے اپنے علم وفضل سے اس علاقہ کے اہل ایمان کو مستفید فرمایا ان کے ایمان افروز حالات وواقعات کو ماہنامہ الخیر کے دیرینہ قاری حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق فاروقی نے ''سرزمین جہلم کے حضرات اولیائے کاملین کے کامل تعارف'' کے نام سے جمع فرمایا ہے، ان اکابر نے بے سروسامانی، مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود اشاعتِ دین کے فریضہ کو نبھایا، نئی نسل کے لئے علماء کی ان قربانیوں کا علم ضروری ہے تاکہ وہ بھی ان بزرگوں کے نقوش قدم سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔

کاغذ، کمپوزنگ طباعت بہتر۔ صفحات ۱۹۰۔ رابطہ: 0313-5669048

انوار حق (جلد ۱):

افادات: حضرت مولانا محمد انوار الحق زید مجدہم۔

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ (کے پی کے) پاکستان۔

علماء ربانیین کے مواعظ وخطبات اخلاف کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں جو سامعین براہِ راست مستفید ہوتے ہیں انہیں صحبت کی برکات بھی نصیب ہوتی ہیں دورِ افتادگان کے لئے ان مواعظ ونصائح کا مطالعہ ایک حدتک صحبت کے قائم مقام ہوجاتا ہے اس لئے اکابر کے مواعظ وملفوظات کی نقل وطباعت سنت متواترہ ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب زید مجدہم جامعہ میں تدریسی وانتظامی خدمات کے ساتھ جامعہ کی عظیم الشان مسجد میں خطبۂ جمعہ کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں، آپ کے مخلص احباب نے ان حقانی خطبات کو محفوظ فرما کے اور ادیب لبیب، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم نے انہیں طبع فرما کر دورافتادگان پر احسان فرمایا ہے۔ یہ خطبات علماء خطباء طلبہ اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید ہیں۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات ۳۰۴ رابطہ: 0301-3019928

نماز:

تالیف: حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب زید مجدہم۔

ناشر: مکتبہ الجامعۃ البنوریۃ العالمیہ، سائٹ ایریا کراچی

اسلام کا سب سے پہلا بنیادی اور اہم ترین رکن نماز ہے۔ جس کا منکر تو دائرہ اسلام سے خارج ہے ہی تارکِ صلوٰۃ کے لئے بھی حدیث شریف میں تغلیظاً کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ فرضیتِ نماز کی طرح اس کے ضروری احکام ومسائل کو جاننا بھی فرض ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ بنوریہ کراچی نے نماز کے عنوان سے سوال وجواب کی صورت میں ایک مفید کتاب مرتب فرمائی ہے۔ جس کی تالیف کا جذبہ محرکہ مؤلف کا یہ احساس ہے کہ بہت سے طلبہ دینی مدارس سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد، فقہ کی باقاعدہ تعلیم حاصل کئے بغیر دوسرے شعبوں کا رخ کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض مساجد میں امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ فرائض بالخصوص نماز کے متعلق ان کی معلومات بہت محدود اور ناکافی ہوتی ہیں اس لئے انہیں زمانہ تعلیم میں تحفیظ کے ساتھ ساتھ مسائل بالخصوص مسائل نماز سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر یہ کتاب سوال وجواب کی شکل میں مرتب کی گئی ہے۔ اگر اہل مدارس درجاتِ تحفیظ کے طلبہ کو سبقاً سبقاً یہ کتاب پڑھانے کا اہتمام فرمائیں تو ان شاء اللہ العزیز بہت نفع کی توقع ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہترین۔ صفحات ۲۲۵ رابطہ: 0321-2438129

حرام ذرائع آمدن اوران کی مروجہ صورتیں:

مرتبہ: حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زید مجدہم
ناشر: تعمیر معاشرہ جامعہ خلفاء راشدینؓ مدنی کالونی ہاکس بے روڈ گریکس ماڑی پور کراچی۔

''اکل حلال'' اور ''صدق مقال'' کی اہمیت وفرضیت سے کم وبیش تمام مسلمان باخبر ہیں اگرچہ ان پر عمل کی توفیق نسبتاً کم خوش نصیبوں کو ہوتی ہے اس طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے ذرائع آمد کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن کی حرمت عام لوگوں پر واضح نہیں۔ حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زید مجدہم (تلمیذ رشید حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) نے اس رسالہ میں ان تمام صورتوں کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے ہماری ناچیز رائے میں ہر مسلمان کو اس رسالہ کا بغور مطالعہ کر کے اپنے ذرائع آمد کا ناقدانہ جائزہ لینا چاہئے اس لئے کہ لقمۂ حرام کے باعث انسان کی تمام عبادات فرائض ونوافل وغیرہ مردود ہو جاتی ہیں۔

کاغذ، کمپوزنگ بہتر صفحات 144 قیمت درج نہیں۔ رابطہ: 0333-2117857

آسان تجوید القرآن:

تالیف: قاری رشید احمد صاحب
ملنے کا پتہ: مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل اُردو بازار کراچی۔

قواعد تجوید کی اُردو میں آسان کتاب، جو بچوں کو ابتدائی درجات میں بآسانی پڑھائی جاسکتی ہے
صفحات 48

درسِ افتتاح وتکمیل بخاری شریف مع اجازت حدیث:

افادات: حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی۔
ناشر: مدرسہ احیاء السنہ وخانقاہ اشرفیہ اختریہ، پوسٹ کوڈ 40040 ضلع سرگودھا۔

یہ حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کا سرگودھا میں افتتاح وتکمیل بخاری شریف کے موقع پر کیا گیا عالمانہ وعارفانہ بیان ہے۔ صفحات ۳۲۔

صلہ رحمی کے متعلق چالیس احادیث:

مرتبہ: حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی زید مجدہم
ملنے کا پتہ: مدرسہ احیاء السنہ وخانقاہ اشرفیہ اختریہ فاروقیہ پوسٹ کوڈ 40040 ضلع سرگودھا

صلہ رحمی سے متعلق چالیس احادیث کا ترجمہ، جو آج وقت کی اہم ضرورت ہے صفحات 20

مسافرانِ آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

⌘ جامعہ خیرالمدارس کے فاضل اورالخیر کے قاری مولانا اللہ یار ندیم صاحب (شاہ صدر دین، ڈیرہ غازی خان) کی والدہ ماجدہ یکم ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۱۶ء بروز منگل طویل علالت کے بعد انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ انتہائی نیک عابدہ، صالحہ خاتون تھیں۔

⌘ میرے عزیز میاں عبدالعزیز بن حاجی اللہ وسایا ارائیں مرحوم (قطب پور لودھراں) کی اہلیہ محترمہ جو عارضۂ قلب میں مبتلا تھیں، بتاریخ ۱۷ جنوری ۲۰۱۷ء بروز اتوار انتقال کر گئی ہیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل متخصص فی الفقہ میں مولانا مفتی محمد رفیع احمد صاحب (حیدرآباد) کے والد ماجد بھی جناب رفیع الدین پہلوان ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک انتقال کر گئے ہیں، مرحوم انتہائی نیک، صوم وصلوۃ کے پابند اور خداترس انسان تھے۔ مرحوم کی عمر ۸۳ برس تھی، پسماندگان میں بیوہ، ۷ بیٹے اور ۷ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

⌘ جامعہ کے فاضل اور مدرسہ امدادالعلوم ملتان کے درجہ حفظ کے استاذ مولانا قاری بشارت علی کے چچا جان محمد صاحب ۲۸ جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں، پسماندگان میں بیوہ، ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

⌘ جامعہ کے درجہ دورۂ حدیث شریف کے طالب علم مولوی عمران الحق عباسی (جتوئی) کے بڑے بھائی ٹریفک حادثہ میں (گزشتہ ماہ) انتقال کر گئے ہیں۔

⌘ جامعہ کے درجہ موقوف علیہ کے طالب علم مولوی عبدالرزاق صاحب (عبداللہ موٹرز ملتان) کے نانا بھی ۳۰ جنوری ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ انتقال کر گئے ہیں، پہلی نماز جنازہ جامعہ خیرالمدارس میں جامعہ کے شعبۂ افتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب زید مجدہم نے پڑھائی، دوسری نماز جنازہ جامعہ کے رئیس، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم نے پڑھائی۔

⌘ اللہ تعالیٰ جملہ مسافران آخرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں، قارئین الخیر سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۵۶

اشتہار کفالت جامعہ خیر المدارس ملتان